بيان التوحيد

للشيخ عبدالعزيز بن عبدالله بن باز - رحمه الله

توحید کا بیان

ترجمہ

ابو خالد جاوید احمد عبدالحق سعیدی

الأردية

سلطانة
Sultanah

بَيَانُ التَّوْحِيْدُ

للشيخ عبد العزيز بن عبد الله بن باز [رحمه الله]

توحید کا بیان

ترجمہ

ابوخالد جاوید احمد عبدالحق سعیدی

مراجعہ

محمد سلیم ساجد مدنی

عبدالکریم عبدالسلام مدنی

ح المكتب التعاوني للدعوة والإرشاد بسلطانة ، ١٤٣٥ هـ

فهرسة مكتبة الملك فهد الوطنية أثناء النشر

ابن باز ؛ عبدالعزيز بن عبدالله بن عبدالرحمن

بيان التوحيد / أردو / عبدالعزيز بن عبدالله بن باز ؛
جاويد أحمد سعيدي - الرياض ، ١٤٣٥هـ
١٤٤ ص ؛ ١٢ × ١٧ سم
ردمك: ١-٤٣-٨٧١-٩٩٦٠-٩٧٨

١- التوحيد أ- سعيدي ؛ جاويد أحمد
(مترجم) ب- العنوان

ديوي ٢٤٠ ١٤٣٥/٥٣٢١

رقم الايداع: ١٤٣٥/٥٣٢١
ردمك: ١-٤٣-٨٧١-٩٩٦٠-٩٧٨

مقدمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہر قسم کی تعریف اللہ کے لئے ہے، درود وسلام نازل ہوں ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر [جو اگلوں و پچھلوں سبھی کے سردار ہیں]، آپ کی اولاد اور آپ کے سبھی صحابہ کے اوپر.

حمد وصلاۃ کے بعد!

توحید کے متعلق یہ تین تقریریں میری کتاب [مَجْمُوْعُ فَتَاوَی وَمَقَالَاتُ مُتَنَوَّعَةُ] سے ماخوذ ہیں، تقریروں کے عناوین مندرجہ ذیل ہیں.

۱] توحید اور شرک کی حقیقت

۲] نبیوں کی توحید اور کفر وشرک

۳] شرک باللہ کے مفہوم کی وضاحت

میں نے اِن تینوں کو ایک ہی کتاب میں [محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام انبیاء کرام کی دعوت کا بیان] عنوان کے تحت جمع کیا ہے، تا کہ توحید کے

بیان اور اس شرک سے آگاہی کی وضاحت میں ساجھی داری ہوسکے، جو بہت سارے مسلم ممالک میں اولیاء اور صالحین سے دعا کروانے، ان کے فوت ہوجانے کے بعد ان سے وسیلہ اختیار کرنے، قبروں پر عمارتیں کھڑی کرنے، ان کی خاطر نذر ماننے اور ان کی قبروں کے اِردگرد طواف کرنے کی شکلوں میں عام ہوچکا ہے اور اس کے علاوہ کچھ ایسے باعثِ خلل امور ہیں جن سے رسولوں کی لائی ہوئی اس توحید میں خلل واقع ہوتا ہے اللہ تعالیٰ نے جسے اپنے اس فرمان میں واضح کیا ہے ﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ﴾ [الذاریات:۵۶]

ترجمہ: میں نے جنات اور رانسانوں کو محض اسی لئے پیدا کیا ہے کہ وہ صرف میری عبادت کریں.

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ﴿وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ إِلَّا نُوْحِيْ إِلَيْهِ أَنَّهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدُوْنِ﴾ [الانبیاء:۲۵]

تجھ سے پہلے جو بھی رسول ہم نے بھیجا اس کی طرف یہی وحی نازل فرمائی کہ

میرے سوا کوئی معبود برحق نہیں تم سب میری ہی عبادت کرو.

اور اللہ تعالی کا فرمان ہے ﴿وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولًا أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ﴾ [النحل:٣٦]

ترجمہ: ہم نے ہر امت میں رسول بھیجا کہ [لوگو!] صرف اللہ کی عبادت کرو اور اس کے سوا تم معبودوں سے بچو.

اللہ عز وجل سے امید ہے کہ وہ اس کتاب سے اپنے بندوں کو نفع پہونچائے، سبھی مسلمانوں کے احوال کو درست فرمادے اور ان کو دین کی سمجھ عطا فرمادے، بے شک وہ سننے والا قریب ہے اور درود وسلام نازل ہوں ہمارے نبی محمد، آپ کی اولاد اور آپ کے صحابہ کے اوپر.

توحید اور شرک کی حقیقت

تمام قسم کی تعریف اللہ رب العالمین کے لئے ہے اور زیادتی تو ظالموں کا مقدر ہے، درود وسلام نازل ہوں اس کے بندہ ورسول، مخلوق میں سب سے بہتر ہستی، اس کی وحی کے امین، ہمارے نبی، امام اور ہمارے سردار محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہاشمی عربی مکی مدنی کے اوپر، آپ کی اولاد اور آپ کے صحابہ کے اوپر اور روز جزا تک آپ کی اتباع کرنے والوں کے اوپر.

حمد وصلاۃ کے بعد!

اللہ تعالی نے مخلوق کی تخلیق فرمائی تا کہ بندے تنہا اس کی عبادت کریں جس کا کوئی شریک نہیں اور اس نے اس حکمت کو واضح کرنے کے لئے، اس کی دعوت دینے کے لئے، اس کو مفصل انداز میں بیان کرنے کے لئے اور اس کے مخالف امور کی وضاحت کے لئے رسولوں کو مبعوث فرمایا، اسی خاطر آسمانی کتابیں نازل فرمائیں، اللہ کی طرف سے جن وانس کے لئے رسول بھیجے گئے، اللہ تعالی نے اس دنیا کو آخرت کے لئے راستہ اور اس کی ایک

گزرگاہ بنائی لہٰذا جو شخص اس [گزرگاہ] کو اللہ کی اطاعت کر کے، اس کی توحید کو اپنا کر اور اس کے رسولوں کی اتباع کر کے عبور کر گیا وہ دار العمل یعنی دنیا سے دار الجزاء [آخرت] کی جانب منتقل ہو گیا اور نعمتوں، فرحت وانبساط، عزت وسعادت والے گھر کی جانب منتقل ہو گیا، ایک ایسی منزل کی جانب منتقل ہو گیا جس کی نعمتیں ختم ہونے کو نہیں، جس کے باشندے فوت نہ ہوں گے، جن کے کپڑے بوسیدہ نہ ہوں گے، یہ ہمیشہ نو جوان رہیں گے، بلکہ وہ تو ہیشگی والی نعمت، ابدی صحت وتندرستی، سرمدی نو جوانی، خوشحال عمدہ زندگی اور کبھی نہ ختم ہونے والی نعمتوں میں رہیں گے، اللہ کی طرف سے ان میں پکار لگائی جائے گی کہ اے جنتیو! تمہیں زندہ رہنا ہے کبھی موت نہیں آئے گی، تم کو صحت مند ہی رہنا ہے، کبھی بیمار نہ پڑو گے، تم کو نو جوان ہی رہنا ہے، کبھی بوڑھے نہ ہو گے، تم نعمتوں میں رہو گے، تمہیں کبھی اکتاہٹ نہ ہو گی، یہ ان جنتیوں کی حالتیں ہیں، یہ ان کی خواہشوں کا بیان ہے اور یہ ان کے مطالبات اور مہمان نوازیاں ہیں ﴿ نُزُلاً مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِيْمٍ ﴾ اور اس

جنت میں ان کی ملاقات اللہ سے ہوگی اور اِن کوان کے رب کے چہرہ کا دیدار اسی طرح نصیب ہوگا جس طرح یہ دیدار اس رب کے شایانِ شان ہے اور جس نے اس دنیا میں رسولوں کی خِلاف ورزی کی ہوگی اور وہ شیطان اور خواہشات کے پیچھے چلا ہوگا وہ اِس دنیا سے دار الجزاء کی جانب ذلت و نقصان ، عذاب و مصائب اور جہنم کی جانب منتقل ہوگا جہاں جہنمی لوگ ابدی عذاب اور بدبختی میں رہیں گے.

﴿لَا يُقْضٰى عَلَيْهِمْ فَيَمُوْتُوْا وَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ مِّنْ عَذَابِهَا﴾[فاطر:۳٦]

نہ تو ان کی قضا ہی آئے گی کہ مر ہی جائیں اور نہ دوزخ کا عذاب ہی ان سے ہلکا کیا جائے گا.

جیسا کہ اللہ عز وجل نے فرمایا:

﴿إِنَّهُ مَنْ يَّأْتِ رَبَّهُ مُجْرِماً فَإِنَّ لَهُ جَهَنَّمَ لَا يَمُوْتُ فِيْهَا وَلَا يَحْيٰ﴾[طہ:۷۴]

بات یہی ہے کہ جو بھی گنہ گار بن کر اللہ تعالیٰ کے ہاں حاضر ہوگا اس کے لئے دوزخ ہے جہاں نہ موت ہوگی نہ زندگی.

اوراسی تعلق سے مزید فرمایا؛

﴿وَإِنْ يَسْتَغِيثُوا يُغَاثُوا بِمَاءٍ كَالْمُهْلِ يَشْوِي الْوُجُوهَ بِئْسَ الشَّرَابُ وَسَاءَتْ مُرْتَفَقاً﴾[الکھف :۲۹]

اوراگر وہ فریادرسی چاہیں گے تو ان کی فریادرسی اس پانی سے کی جائے گی جو تیل کے تلچھٹ جیسا ہوگا جو چہرے بھون دے گا بڑا ہی برا پانی ہے اور بڑی بری آرام گاہ دوزخ ہے.

اوراسی تعلق سے مزید فرمایا؛

﴿ وَسُقُوا مَاءً حَمِيماً فَقَطَّعَ أَمْعَاءَهُمْ ﴾[محمد:۱۵]

ترجمہ: اور جنہیں گرم کھولتا ہوا پانی پلایا جائے گا جو ان کی آنتوں کو ٹکڑے ٹکڑے کردے گا.

مطلب یہ ہے کہ یہ دنیا دار العمل ہے، اللہ کے لئے پسندیدہ کام کر کے اس کا

تقرب حاصل کرنے کی جگہ ہے اور یہ نفوس کے لئے جہاد کی دنیا، محاسبہ کرنے، دین میں غور فکر کرنے کی دنیا، نیکی اور تقوی پر مدد چاہنے کی دنیا، حق کی وصیت کرنے اور اس پر جمے رہنے کی دنیا، علم وعمل اور جد وجہد کی دنیا ہے

اللہ تعالی نے فرمایا؛

﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ مَا أُرِيْدُ مِنْهُمْ مِّنْ رِّزْقٍ وَمَا أُرِيْدُ أَنْ يُطْعِمُوْنِ إِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُوْ الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ﴾

[الذاریات:٥٦تا٥٨]

ترجمہ: میں نے جنات اور انسانوں کو محض اسی لئے پیدا کیا ہے کہ وہ صرف میری عبادت کریں نہ میں ان سے روزی چاہتا ہوں نہ میری یہ چاہت ہے کہ مجھے کھلائیں اللہ تعالی تو خود ہی سب کا روزی رساں، توانائی والا اور زورآور ہے.

لہٰذا اللہ تعالی نے جن وانس کو اپنی عبادت کے لئے پیدا فرمایا؛ اللہ تعالی نے ان کو اس لئے پیدا نہیں کیا کہ اُسے اِن کی ضرورت ہے، اللہ تعالی تو اپنے سوا ہر چیز سے بے نیاز ہے جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا ﴿يٰأَيُّهَا النَّاسُ أَنْتُمُ

الْـفُـقَرَاءُ إِلَى اللّٰهِ وَاللّٰهُ هُوَالْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ إِنْ يَشَأْ يُذْهِبْكُمْ وَيَأْتِ بِخَلْقٍ جَدِيْدٍ وَمَا ذَالِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ﴾[فاطر:۱۵تا۱۷]

ترجمہ:اے لوگو!تم اللہ کے محتاج ہواور اللہ بے نیاز خوبیوں والا ہے اگر وہ چاہے تو تم کو فنا کردے اور ایک نئی مخلوق پیدا کردے.

اس نے ان کو اس لئے پیدا نہ فرمایا کہ ان کی آبادی میں اضافہ ہو، بلکہ ان کو ایک عظیم حکمت کے تیئں پیدا فرمایا جو یہ ہے کہ یہ ان کی عبادت کریں، اس کی تعظیم کریں، اس سے خوف کھائیں، اس کی شایان شان تعریف کریں، اس کے اسماء وصفات کی معرفت حاصل کریں، اس کی حمد وثنا کریں اور وہ اَقوال وافعال بجالائیں جن کو وہ پسند فرماتا ہے، اس کی نعمت پر اس کا شکر ادا کریں، ان مصیبتوں پر صبر سے کام لیں جن کے ذریعہ وہ آزمائش میں ڈالتا ہے، اس کے راستہ میں جہاد کریں، اس کی عظمت پر غور کریں اور جن عبادات کا وہ مستحق ہے دِل سے ان پر غور کریں جیسا کہ اللہ عزوجل نے فرمایا

﴿اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰاتٍ وَمِنَ الْأَرْضِ مِثْلَهُنَّ يَتَنَزَّلُ

الْـأَمْـرُ بَيْـنَهُـنَّ لِتَـعْلَمُوْا أَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ وَأَنَّ اللّٰهَ قَدْ أَحَاطَ بِكُلِّ شَىْءٍ عِلْمًا﴾[الطلاق :١٢]

ترجمہ:اللہ وہ ہے جس نے سات آسمان بنائے اور اسی کے مثل زمینیں بھی اس کا حکم ان کے درمیان اترتا ہے تاکہ تم جان لو کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے اور للہ تعالیٰ نے ہر چیز کو بہ اعتبار علم گھیر رکھا ہے.

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا؛

﴿وَلِلّٰهِ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا﴾[الاعراف:١٨٠]

اور اچھے نام اللہ ہی کے لئے ہیں سو ان ناموں سے اللہ ہی کو موسوم کیا کرو.

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا؛

﴿إِنَّ فِـيْ خَـلْـقِ السَّـمٰـوٰاتِ وَالْـأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَآيٰـاتٍ لِّأُوْلِـيْ الْأَلْبَابِ اَلَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيَاماً وَّقُعُوْداً وَعَلٰى جُنُوْبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُوْنَ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰاتِ وَالْأَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ

هٰذَا بَاطِلًا سُبۡحَانَکَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ﴾[آل عمران: ۱۹۰-۱۹۱]

ترجمہ: جو اللہ تعالیٰ کا ذکر کھڑے اور بیٹھے اور اپنی کروٹوں پر لیٹے ہوئے کرتے ہیں اور آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں غور فکر کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے ہمارے پرورد گار! تو نے یہ بے فائدہ نہیں بنایا تو پاک ہے پس ہمیں آگ کے عذاب سے بچالے.

لہٰذا اے اللہ کے بندے! آپ کی تخلیق اس دنیا میں اس خاطر نہیں ہوئی ہے کہ اسی میں ہمیشہ ہمیش رہیں، بلکہ آپ کو وجود میں لانے کا مقصد یہ ہے کہ عمل کر لینے کے بعد آپ کو یہاں سے منتقل کر دیا جائے اور عمل سے پہلے آپ کو اس وقت منتقل کیا جاسکتا ہے جب آپ ننھے ہوں، بالغ نہ ہوئے ہوں اور عظیم حکمت کے تحت آپ کے اوپر عمل کرنا واجب نہ ہو.

خلاصہ یہ ہے کہ اس دنیا میں بھلائی اور برائی دونوں ہے، اس میں نیکوکار اور بدکار دونوں ہیں اس میں پریشانیاں اور خوشیاں دونوں ہیں، اس میں نفع اور نقصان دونوں ہے، اس میں فائدہ مند اور ضرر رِساں دونوں قسم کے لوگ

ہیں ،اسی طرح اچھے و برے ، بیمار وتندرست ، مالدار وفقیر، کافر ومومن اور نافرمان وعصیان مزاج ہر طرح کے لوگ ہیں اور اسی دنیا میں جن وانس اللہ تعالیٰ کی وہ مخلوق ہیں جن کی مصلحت کی خاطر ساری چیزیں پیدا کی گئیں.

اللہ تعالی نے فرمایا﴿هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ لَكُمْ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيْعاً﴾[البقرة:۲۹]

ترجمہ: وہ اللہ جس نے تمہارے لئے زمین کی ساری چیزوں کو پیدا کیا.

اس مخلوق کی تخلیق کا مقصد جیسا کہ اس کا بیان آچکا ہے، یہ ہے کہ اللہ کی تعظیم کی جائے ،اس دنیا میں اس کی اطاعت کی جائے ،اس کے اوامر ونواہی کی بجاآوری کی جائے ، اس کے اوامر کو بجالاکر، اس کے نواہی سے اجتناب کرکے ،حاجات و مصائب میں اسی کی جانب متوجہ ہوکر ،اسی سے درخواست کرکے ،اسی سے مدد طلب کرکے ، ہر چیز کی تکمیل میں اسی کی مدد کا سہارا لے کر اور دنیوی واخروی ہر معاملہ میں اسی کی طرف متوجہ ہوکر صرف اسی کی عبادت کی جائے.

لہٰذا اے اللہ کے بندے! آپ کو وجود میں لانے اور آپ کی تخلیق کا مقصد یہ ہے کہ اللہ کی توحید اور اس کے اوامر ونواہی کی تعظیم ہو اور آپ اپنی جملہ ضروریات میں صرف اسی کی جانب متوجہ ہوں، اپنے دنیاوی امور میں اسی سے مدد مانگیں، اس کے رسولوں کی لائی ہوئی شریعت کی اتباع کریں، اس کی اطاعت وفرمانبرداری کرتے ہوئے، اس کے اوامر کو بجالاتے ہوئے اور اس کے نواہی سے اجتناب کرتے ہوئے آپ اپنے پروردگار کی رحمت کے امیدوار ہوں اور اس کے عقاب سے لرزاں وترساں رہیں.

اور رسولوں کو بندوں کی جانب اس لئے مبعوث کیا گیا تا کہ یہ رسول ان کو حق بتادیں اور ان کے اوپر واجب شدہ امور اور حرام شدہ امور انہیں سکھادیں تاکہ وہ یہ کہہ نہ سکیں کہ ہمارے پاس تو کوئی بشارت دینے والا اور کوئی ڈرانے والا آیا ہی نہیں تھا بلکہ بشارت دینے والے اور ڈرانے والے رسول آئے تھے.

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا؛

﴿وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ أُمَّةٍ رَّسُوْلًا أَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ﴾[النحل:٣٦]

ترجمہ: ہم نے ہر امت میں رسول بھیجا کہ [لوگو!] صرف اللہ کی عبادت کرو اور اس کے سوا تمام معبودوں سے بچو.

اور اللہ تعالی نے فرمایا ﴿رُسُلاً مُّبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزاً حَكِيْماً﴾[النساء:١٦٥]

ترجمہ: ہم نے انہیں رسول بنایا ہے خوشخبریاں سنانے والے اور آگاہ کرنے والے تاکہ لوگوں کی کوئی حجت اور الزام رسولوں کے بھیجنے کے بعد اللہ تعالیٰ پر رہ نہ جائے اللہ تعالیٰ بڑا غالب اور بڑا باحکمت ہے.

اور اللہ تعالی نے فرمایا؛

﴿وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ إِلَّا نُوْحِيْ إِلَيْهِ أَنَّهُ لا إِلٰهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدُوْنِ﴾[الانبیاء:٢٥]

ترجمہ: تجھ سے پہلے جو بھی رسول ہم نے بھیجا اس کی طرف یہی وحی نازل فرمائی کہ میرے سوا کوئی معبود برحق نہیں پس تم سب میری ہی عبادت کرو.

پس ان رسولوں کو اس لئے بھیجا گیا تا کہ وہ جن وانس کو اپنا بھیجا ہوا پیغام بتلا دیں، نجات کے اسباب کی خبر دے دیں، ہلاکت کے اسباب سے ڈرا دیں، ان کے اوپر حجت قائم کر دیں، معذرت کا راستہ روک دیں، اور اللہ تعالی تعریف کئے جانے کو پسند فرماتا ہے اسی لئے اپنے شایان شان اس نے اپنی تعریف کی ہے اور اس کو اپنے حرام کردہ امور پر غیرت آتی ہے اور اسی لئے اس نے ظاہری اور باطنی فواحش کو حرام قرار دیا ہے.

لہٰذا آپ کی ذمہ داری ہے کہ آپ اس کی تعریف اس کے شایانِ شان کریں، اس کے لئے دنیا و آخرت میں تعریف ہے، اور آپ کی ذمہ داری ہے کہ اس کے اسماء وصفات کے ذریعہ سے اس کی تعریف کریں اور اس کی نعمت پر اس کا شکریہ ادا کریں اور اپنے اوپر آئی ہوئی مصیبتوں پر صبر سے کام لیں، ساتھ ہی ساتھ ایسے اسباب اختیار کریں جن کو اللہ نے آپ کے لئے

جائز اور مشروع قرار دیا ہے اور آپ کی ذمہ داری ہے کہ اس کے حرام کردہ امور کا احترام کریں اور ان سے دور رہیں اور اس کی اطاعت کرتے ہوئے اور رسولوں کی پیروی کرتے ہوئے اس کے حدود کا خیال رکھیں.

آپ کی ذمہ داری ہے کہ اپنے دین میں تفقہ پیدا کریں، جس مقصد کی خاطر آپ کی تخلیق ہوئی ہے اسے سمجھیں اور اس [میں درپیش رکاوٹوں] پر صبر سے کام لیں تا کہ علم وبصیرت کے ساتھ اپنی ذمہ داری نبھا سکیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ جس کے ساتھ خیر چاہتا ہے اسے دین کی سمجھ عطا فرماتا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے علم کی تلاش میں کوئی راستہ اختیار کیا تو اللہ اس کے لئے اس کی وجہ سے اس کے لئے جنت کا راستہ آسان کر دیتا ہے [امام مسلم نے اپنی صحیح کے اندر اِن دونوں حدیثوں کو روایت کیا ہے].

ان میں سب سے اہم اور سب سے عظیم معاملہ اللہ سبحانہ کی توحید اور اس کے ساتھ شرک نہ کرنا ہے یہ سب سے اہم معاملہ ہے اور یہی دینِ اسلام کی

اصل ہے اور یہی شروع سے لے کر آخر تک کے رسولوں کا مذہب ہے یعنی یہ کہ ہر چیز کو چھوڑ کر تنہا اللہ کی عبادت کرنا.

یہی دین کی اصل ہے اور یہی سب سے پہلے نبی نوح سے لے کر اور سب سے آخری نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک کے تمام انبیاء کا دین رہا ہے [اللہ تعالی اس کے سوا کسی اور دین کو قبول نہیں کرتا ہے] اور یہی اسلام ہے.

اور اسے اسلام اس لئے کہا جاتا ہے کیونکہ اس میں اللہ کے لئے جھکنے، اس کی اطاعت کرنے، اس کی عبودیت سے روشناس ہونے اور اس کی اطاعت کو بجالانے کا مفہوم پایا جاتا ہے جو اللہ کی خاطر جھکتے ہوئے اس کی توحید اور اس کے لئے اخلاص کو اپنانا ہے، یقیناً آپ اللہ کی جانب متوجہ ہوئے ہیں، آپ نے خالص اللہ کے واسطے عمل کیا ہے، اپنی لو اللہ سے لگائی ہے اور ظاہر و باطن، خوف و امید، قول و عمل اور اپنے سبھی معاملات میں آپ نے اپنی توجہ اللہ کی جانب کی ہے.

جان لو! کہ اللہ تعالی معبود برحق ہے اور وہی مستحق عبادت و تعظیم ہے اس کے

سوا کوئی رب اور کوئی معبود نہیں.

شریعتیں مختلف ہو سکتی ہیں جیسا کہ اللہ نے فرمایا؛

﴿لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنكُمْ شِرْعَةً وَمِنْهَاجاً﴾[المائدۃ:۴۸]

تم میں سے ہر ایک کے لئے ہم نے ایک دستور اور ایک راہ مقرر کردی ہے

اور اللہ کا دین تو ایک ہے اور وہ اسلام ہے یعنی تنہا اللہ کی عبادت کرنا اور دعا ،خوف، امید ،رغبت ورہبت نماز و روزہ وغیرہ عبادتیں صرف اسی اللہ کے لئے کرنا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا؛

﴿وَقَضَى رَبُّكَ أَنْ لَّا تَعْبُدُوْا إِلَّا إِيَّاهُ﴾[الاسراء:۲۳]

ترجمہ: اور تیرا پروردگار صاف صاف حکم دے چکا ہے کہ تم اس کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کرنا.

یعنی اس نے حکم دیا ہے کہ صرف اسی کی عبادت کرو اور اللہ نے فرمایا؛

﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ﴾[الفاتحۃ:۵]

ہم صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور صرف تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں.

اس نے اپنے بندوں کو یہ آیت کریمہ سکھلائی تا کہ یہ بندے اس[آیت] کو پڑھیں اور اس کا اعتراف کریں اور اس نے ان کو اپنی تعریف کرنے کا طریقہ بھی بتلایا، لہٰذا اللہ عز وجل نے فرمایا؛

﴿ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ﴾[الفاتحہ:۲تا۴]

سب تعریف اللہ تعالیٰ کی لئے ہے جو تمام جہان کا پالنے والا ہے بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا بدلے کے دن یعنی قیامت کا مالک ہے.

پھر فرمایا﴿ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ﴾[الفاتحة :۵]

ہم صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور صرف تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں

اس نے ان کو اس کی طرف متوجہ کیا کہ وہ اس کے شایان شان اس کی تعریف کریں، وہ یہ اعتراف کریں کہ وہی رب العالمین ہے، وہی ان پر احسان کرنے ولا اور ان کی پرورش کرنے والا ہے، وہی رحمٰن ہے، رحیم ہے اور وہی روز جزا کا مالک ہے اور یہ سب کچھ ہمارے پروردگار کا حق ہے.

پھراس نے فرمایا؛

﴿ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ ﴾[الفاتحة :۵]

ہم صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور صرف تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں.

تیرے سوا کوئی رب اور پروردگار نہیں پس بندے جو کچھ بھی کرتے ہیں وہ اللہ کی طرف سے ہے اور اسی نے ان کو ان کے تابع بنایا ہے اور اسی نے ان کے لئے ان سبھی امور کی فراہمی کی ہے، اس پر ان کی مدد فرمائی ہے اور اس پر ان کو قادر بنایا ہے.

اسی لئے اللہ عزوجل فرماتا ہے؛

﴿وَمَا بِكُمْ مِنْ نِعْمَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ﴾[النحل:۵۳]

ترجمہ:تم کو جو بھی نعمت ملی ہے وہ اللہ کی جانب سے ہے.

لہٰذا اے اللہ کے بندے! جب کسی ادنیٰ و اعلیٰ کام کے کرنے پر بادشاہ یا حاکم کی طرف سے آپ کو کوئی انعام ملے تو یہ سب کچھ اللہ کی طرف سے ہوتا ہے ،اسی نے ان [بادشاہوں] کو فراہم کیا ہے اور اسی نے اسے میسر کیا ہے، اسی

نے ان چیزوں کو پیدا کیا ہے جسے یہ انجام دیتے ہیں اور اپنے ہاتھوں سے فراہم کرتے ہیں، اس نے اس کے دل کو حرکت دی ہے کہ اس کے بارے میں سوچ سکے، اسی نے اسے طاقت وقوت اور عقل عطا فرمائی ہے اور اس کے دل میں یہ بات ودیعت کی ہے تاکہ وہ اس تک پہنچ سکے.

لہٰذا ہر طرح کی نعمتیں اللہ کی طرف سے ہیں، خواہ وسائل جو بھی ہوں، وہی معبودِ برحق ہے، وہی بندوں کا خالق ہے، وہی ان کو نعمتیں عطا کرنے والا ہے، وہی دنیا وآخرت کے امور کے متعلق ان کے بیچ فیصلہ صادر کرنے والا ہے، وہ نقص وعیوب سے پاک ہے، صفات کمال سے متصف ہے، اپنی ربوبیت میں یکتا، اپنی الوہیت میں یگانہ اور اپنے اسماء وصفات میں منفرد ہے، ہر اعتبار سے اس کے لئے وحدانیت ہے، اپنے بندوں کی تخلیق میں، ان کی خاطر انتظام وانصرام کرنے میں، ان کو روزی دینے میں اور ان کے امور میں تصرف کرنے میں [ہر کسی امر میں] وہ اکیلا ہے، ان میں اس کا کوئی شریک نہیں ہے، سبھی امور کا انتظام وہی کرتا ہے جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا؛

﴿اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ وَكِيلٌ﴾[الزمر:٦٢]

اللہ ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے اور وہی ہر چیز پر نگہبان ہے

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا؛

﴿إِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ﴾[الذاریات:۵۸]

اللہ تعالیٰ تو خود ہی سب کا روزی رساں، توانائی والا اور زورآور ہے.

اور اللہ نے فرمایا؛

﴿إِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِىْ خَلَقَ السَّمٰوٰاتِ وَالْأَرْضَ فِيْ سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ يُدَبِّرُ الْأَمْرَ مَا مِنْ شَفِيْعٍ إِلَّا مِنْ بَعْدِ إِذْنِهٖ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ أَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ إِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعاً﴾[یونس:۳-۴]

ترجمہ: بلاشبہ تمہارارب اللہ ہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ روز میں پیدا کیا پھر عرش پر قائم ہوا وہ ہر کام کی تدبیر کرتا ہے اس کی اجازت کے بغیر کوئی اس کے پاس سفارش کرنے والا نہیں ایسا اللہ تمہارارب ہے سو تم اس کی

عبادت کرو کیا تم پھر بھی نصیحت نہیں پکڑتے.

پس وہ اپنے کمالِ انعام اور سبھی امور میں تصرف کرنے والا اور اپنی ذات اور رپنے اسماء وصفات میں اکیلا ہونے کی وجہ سے عبادت کا مستحق ہے، لہٰذا وہ تمام بندوں کی جانب سے اپنی عبادت اور ان کی اطاعت وتابعداری کا مستحق ہے.

عبادت جھک جانے اور پیروی کرنے کو کہا جاتا ہے، دین کو عبادت اس لئے کہا جاتا ہے کیونکہ بندہ اللہ کے حضور سجدہ ریز ہوتا ہے، اس کے سامنے جھکتا ہے اور اسی لئے اسلام کو عبادت کہا گیا ہے.

اہلِ عرب کہتے ہیں[طَـرِيْـقٌ مُـعَبَّدٌ] یعنی ایسا راستہ جو بار بار پیروں سے روندا جاتا ہو اور اس قدر اس راستہ سے لوگوں کا گزر ہوتا ہو کہ اس راستہ کے نشانات تک نہ پہچانے جاتے ہوں اور [بَـعِيْـرٌ مُـعَبَّـدٌ] اس اونٹنی کو کہا جاتا ہے جس کا کجاوہ کسا جاچکا ہو اور سفر کی خاطر اسے تیار کیا جاچکا ہو اور کسی خاص علامت سے وہ پہچانی جارہی ہو.

بندہ اللہ کا مطیع وفرمانبردار ہوتا ہے، اس کی حرمتوں کی تعظیم کرتا ہے، بندہ کو اللہ کی حقیقت سے جس قدر آشنائی ہوگی اسی قدر اس کا ایمان اس کے اوپر کامل ہوگا، پھر وہ اسی قدر اس کی کامل عبادت بھی کرے گا.

بندوں میں اللہ کی کامل عبادت کرنے والے رسول ہوا کرتے ہیں کیونکہ ان کو اللہ کی معرفت و جانکاری سب سے زیادہ ہوتی ہے اور دیگر لوگوں کے مقابلہ میں یہ رسول اللہ کی سب سے زیادہ تعظیم کرتے ہیں اللہ کا درود وسلام ان کے اوپر نازل ہوں.

اسی لئے اللہ تعالی نے اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے اعلی ترین مقام پر عبودیت سے متصف کیا ہے، لہٰذا اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿سُبۡحَـٰنَ ٱلَّذِيٓ أَسۡرَىٰ بِعَبۡدِهِۦ لَيۡلٗا مِّنَ ٱلۡمَسۡجِدِ ٱلۡحَرَامِ إِلَى ٱلۡمَسۡجِدِ ٱلۡأَقۡصَا﴾ [الاسراء:۱]

پاک ہے وہ اللہ تعالیٰ جو اپنے بندے کو رات ہی رات میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک لے گیا.

اور اللہ نے فرمایا؛

﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ أَنْزَلَ عَلَى عَبْدِ هِ الْكِتَابُ﴾[الکہف:١]

ترجمہ: تمام تعریفیں اسی اللہ کے لئے سزاوار ہیں جس نے اپنے بندے پر یہ قرآن اتارا.

اور اللہ تعالی نے فرمایا؛ ﴿وَأَنَّهُ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ يَدْعُوْهُ كَادُوْا يَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِ لِبَدًا﴾[الجن:١٩]

ترجمہ: اور جب اللہ کا بندہ اس کی عبادت کے لئے کھڑا ہوا تو قریب تھا کہ وہ بھیڑ کی بھیڑ بن کر اس پر پل پڑیں.

اس کے علاوہ اس ضمن میں اور بھی دیگر آیات ہیں.

عبدیت خود بلندیِ مقام کی دلیل ہے، اللہ تعالیٰ نے رسالت کے ساتھ ساتھ آپ کو مقامِ عبدیت سے سرفراز کیا ہے لہٰذا آپ کو دونوں فضائل حاصل ہیں رسالت کی فضیلت اور خاص عبدیت کی فضیلت.

لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے اکمل طور پر اللہ کی عبادت کرنے والے

اوراس سے ڈرنے والے رسول ہیں، آپ کے بعد دیگر انبیاء ہیں، ان کے بعد صدیقین ہیں جن کی تصدیق اللہ اوراس کے رسولوں کے لئے مکمل ہو چکی ہے اور یہ اس کے امر پر قائم ودائم ہیں اور نبیوں کے بعد سب سے بہتر ہیں اوران میں سرفہرست ابوبکر صدیق ہیں جو اپنے تقویٰ اور اپنی فضیلت میں کامل ہیں، نیکیوں کی طرف سبقت لے جانے والے ہیں، اللہ کے حکم کو بہتر طور پر انجام دینے والے ہیں، آپ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی ہیں، آپ کے یارِ غار ہیں اور اپنی ممکنہ طاقت سے ان کی مدد کرنے والے ہیں، اللہ ان سے راضی ہوا اور یہ اللہ سے راضی ہوئے۔

لہٰذا مقصد یہ ہے کہ مقامِ عبدیت اور مقامِ رسالت دونوں معزز ترین مقامات ہیں لہٰذا جب رسالت کی فضیلت ختم ہو چکی تو عبادات کے ذریعہ صدیقیت کی فضیلت برقرار رکھی گئی۔

لوگوں میں ایمان اور درستگی اور تقوی وہدایت کے اعتبار سے سب سے کامل انبیاء ورسول ہیں کیونکہ یہ اللہ کو سب سے بڑھ کر جاننے والے، نیک

عبادات انجام دینے والے اور اس کی عظمت پر سربسجود ہونے والے ہیں پھر شہداء وصدیقین ہیں پھر نیکوکار لوگ ہیں، جیسا کہ اللہ نے فرمایا؛

﴿وَمَنْ يُطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَأُوْلٰئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ أَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّيْنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِيْنَ وَحَسُنَ أُوْلٰئِكَ رَفِيْقاً﴾ [النساء:٦٩]

ترجمہ: اور جو بھی اللہ تعالیٰ کی اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری کرے وہ ان لوگوں کے ساتھ ہوگا جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا ہے جیسے نبی اور صدیق اور شہید اور نیک لوگ یہ بہترین رفیق ہیں.

اور اللہ کی وحدانیت کے ساتھ اس کے رسولوں کی تصدیق ضروری ہے اسی لئے جب اللہ نے اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا تو وہ لوگوں کو اللہ کی توحید کی دعوت دینے لگے اور اس بات کی دعوت دینے لگے کہ ان کی رسالت پر ایمان لایا جائے.

لہٰذا دونوں ارکان کا پایا جانا ضروری ہے اللہ کی توحید واخلاص اور رسولوں کی

تصدیق بھی واجب ہے.

جس نے اللہ کی توحید کو مانا اور رسولوں کی تصدیق نہیں کی وہ کافر ہے اور جس نے ان کی تصدیق کی مگر اللہ کو ایک نہیں جانا وہ کافر ہے پس دونوں امر کا پایا جانا ضروی ہے اللہ کی توحید اور اس کے رسولوں کی تصدیق.

اور جہاں تک رسولوں کے درمیان اختلافات کی بات ہے تو یہ محض اختلافِ شرائع ہے ورنہ جہاں تک اللہ کی توحید واخلاص، اس کی عبادت کرنے، اس کے ساتھ شرک نہ کرنے اور اس کے رسولوں کی تصدیق کرنے کا معاملہ ہے تو اس تعلق سے نبیوں کے درمیان کوئی اختلاف نہیں بلکہ اللہ کی توحید کو اپنائے بغیر، تنہا اس کی عبادت کیۓ بغیر اور اجمالاً ومفصلاً ایمان لائے بغیر کوئی اسلام ،کوئی دین، کوئی ہدایت اور کوئی نجات نہیں ہے.

لہٰذا جس نے اللہ کی وحدانیت کا اعتراف تو کرلیا مگر نوح کی ان کے زمانہ میں یا ہود کی ان کے زمانہ میں یا صالح کی یا اسماعیل کی یا اسحاق کی یا یعقوب کی یا ان کے بعد ہمارے نبی محمد کی ان کے زمانہ میں تصدیق نہیں کی تو اس

نے اللہ کے ساتھ کفر کیا جب تک کہ وہ اس کی وحدانیت کے ساتھ ساتھ سبھی رسولوں کی تصدیق نہ کرے.

آدم کے زمانہ میں اللہ کی توحید اور شریعتِ آدم کی اتباع اسلام تھا، نوح کے زمانہ میں اللہ کی وحدانیت کا اقرار اور شریعتِ نوح کی اتباع اسلام تھا، ہود کے زمانہ میں اللہ کی وحدانیت کو تسلیم کرنا اور شریعت ہود کی پیروی کرنا اسلام تھا، صالح کے زمانہ میں اللہ کی وحدانیت کو قبول کرنا اور شریعتِ صالح کی اتباع اسلام تھا یہاں تک کہ ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم آئے لہٰذا آپ کے زمانہ میں اللہ کی وحدانیت کو ماننا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت کی پیروی کرنا اور اس پر ایمان لانا اسلام ہے.

لہٰذا یہودی اور عیسائی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق نہیں کرتے اس وجہ سے وہ گمراہ اور کافر ٹھہرے اور اگر ہم یہ تسلیم کرلیں کہ ان میں سے کچھ اللہ کی وحدانیت کے قائل ہیں پھر بھی باجماعِ علمائے اسلام وہ گمراہ اور کافر ہیں کیونکہ یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر ایمان نہیں رکھتے لہٰذا اگر کوئی یہ کہے کہ

میں تو تنہا اللہ کی عبادت کرتا ہوں اور سوائے زنا کی حرمت کے ہر چیز میں محمد کی تصدیق کرتا ہوں بایں طور کہ وہ [زنا] کو مباح گردانے تو وہ اس کی بنیاد پر کافر ٹھہرے گا اور مسلمانوں کے اجماع سے اس کا خون اور مال حلال ہوگا، اسی طرح اگر وہ یہ کہے کہ وہ ہر چیز کو چھوڑ کر اکیلے اللہ کو مانتا ہے اور تمام رسولو ں کی تصدیق کرتا ہے اور ان میں سر فہرست محمد کی تصدیق کرتا ہے سوائے اغلام بازی کے معاملہ کے، تو وہ کافر ہوگا اور اس کا خون اور مال حلال ہوگا اگر اس کے اوپر حجت قائم ہو چکی ہے اگر وہ اس جیسی باتیں نہیں جانتا تھا اور اس کی توحید وایمان اسے کوئی فائدہ نہ دیں گے کیونکہ اس نے کچھ امور میں رسول کی تکذیب کی ہے اور کچھ امور میں اللہ کی تکذیب کی ہے.

اسی طرح اگر وہ اللہ کو واحد مانے، رسولوں کی تصدیق کرے، پر کسی چیز میں رسول کا مذاق اڑائے یا کسی چیز میں آپ کو کم تر تصور کرے تو اس کی بنیاد پر وہ کافر ٹھہرے گا جیسا کہ اللہ نے فرمایا؛

﴿قُلْ أَبِاللّٰهِ وَآيَاتِهِ وَرَسُوْلِهِ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِؤُنَ لَا تَعْتَذِرُوا الْيَوْمَ قَدْ

كَفَرْتُمْ بَعْدَ إِيْمَانِكُمْ﴾[التوبۃ:٦٥-٦٦]

ترجمہ: کہہ دیجئے! کہ اللہ اس کی آیتیں اور اس کا رسول ہی تمہارے ہنسی مذاق کے لئے رہ گئے ہیں توحید کے مخالف چیز اللہ کے ساتھ شرک کرنا ہے، ہر چیز کی کوئی نہ کوئی نقیض ہوتی ہے اور نقیض سے نقیض کا پتہ لگتا ہے کسی شاعر نے کہا ہے؛

والضد یظهر حسنه الضد　　وبضدها تتميز الاشياء

لہٰذا اللہ کے ساتھ شرک اس توحید کی ضد ہے جس کو دے کر اللہ نے رسولوں کو مبعوث فرمایا لہٰذا مشرک مشرک ہی رہے گا کیونکہ اس نے اللہ کے ساتھ غیر اللہ کو ان چیزوں میں شریک کیا ہے جن کا تعلق تنہا اللہ کی عبادت سے ہے یا جن کا تعلق اس کے ملک اور بندوں کے امور کی تدبیر سے ہے یا پھر ان چیزوں کی تصدیق نہ کرنے سے ہے جس کی اس نے خبر دی ہے اور جسے اس نے مشروع قرار دیا ہے لہٰذا اس بنیاد پر اور اس کی طرف سے شرک واقع ہونے کی بنیاد پر وہ اللہ کے ساتھ شرک کرنے والا مانا جائے گا اور اللہ عزوجل

کی توحید لا الہ الا اللہ کا مفہوم ہے کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں ہے لہٰذا اس کلمہ سے اللہ معبودِ برحق کے سوا کی نفی ہوتی ہے اور معبودِ برحق کا اثبات تنہا اللہ کے لئے ہو رہا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا؛

﴿ذَالِکَ بِأَنَّ اللّٰهَ هُوَالْحَقُّ وَأَنَّ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ هُوَ الْبَاطِلُ﴾[لقمان:۳۰]

ترجمہ: یہ سب [انتظامات] اس وجہ سے ہیں کہ اللہ تعالیٰ حق ہے اور اس کے سوا جن کو لوگ پکارتے ہیں سب باطل ہیں.

اور اللہ تعالی نے فرمایا ﴿فَاعْلَمْ أَنَّهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ﴾ [محمد:۱۹]

ترجمہ: سو [اے نبی!] آپ یقین کر لیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں

اور اللہ سبحانہ وتعالی نے فرمایا؛

﴿شَهِدَ اللّٰهُ أَنَّهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ وَالْمَلٰئِكَةُ وَأُوْلُوْ الْعِلْمِ قَائِماً بِالْقِسْطِ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ﴾[آل عمران:۱۸]

ترجمہ: اللہ تعالیٰ فرشتے اور اہل علم اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ اللہ کے سوا

کوئی معبود نہیں اور وہ عدل کو قائم رکھنے والا ہے اس غالب اور حکمت والے کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں.

اور اللہ سبحانہ وتعالی نے فرمایا؛

﴿وَقَالَ اللّٰهُ لَا تَتَّخِذُوْا إِلٰهَيْنِ اثْنَيْنِ إِنَّمَا هُوَ إِلٰهٌ وَاحِدٌ﴾ [النحل :۵۱]

ترجمہ: اللہ تعالیٰ ارشاد فرما چکا ہے کہ دو معبود نہ بناؤ معبود تو صرف وہی اکیلا ہے.

لہذا اللہ کی توحید ایمان اور سچائی اور عمل کے ساتھ تنہا اللہ کی عبادت کرنا ہے ،نہ کہ صرف زبان سے کہہ دینا کافی ہے اور ضروری ہے کہ عقیدہ رکھا جائے کہ اس کے علاوہ کی عبادت باطل ہے ،اس کے علاوہ کی عبادت کرنے والے مشرک ہیں اور ان معبودوں سے براءت ضروری ہے جیسا کہ اللہ عزوجل نے فرمایا؛

﴿قَدْ كَانَتْ لَكُمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِيْ إِبْرَاهِيْمَ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ إِذْ قَالُوْا

لِقَوْمِهِمْ إِنَّا بُرَءٰؤُا مِّنكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَأَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَاءُ أَبَداً حَتّٰى تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَحْدَهُ﴾ [الممتحنۃ:۴]

ترجمہ: [مسلمانو] تمہارے لئے حضرت ابراہیم میں اوران کے ساتھیوں میں بہترین نمونہ ہے جبکہ ان سب نے اپنی قوم سے برملا کہہ دیا کہ ہم تم سے اور جن جن کی تم اللہ کے سوا عبادت کرتے ہوان سب سے بالکل بیزار ہیں ہم تمہارے [عقائد کے] منکر ہیں جب تک تم اللہ کی وحدانیت پر ایمان نہ لاؤ ہم میں تم میں ہمیشہ کے لیے بغض وعداوت ظاہر ہوگئی.

اوراللہ تعالی نے فرمایا ﴿وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيْمُ لِأَبِيْهِ وَقَوْمِهِ إِنَّنِيْ بَرَاءٌ مِّمَّا تَعْبُدُوْنَ إِلَّا الَّذِيْ فَطَرَنِيْ فَإِنَّهُ سَيَهْدِيْنِ﴾ [الزخرف ۲۶-۲۷]

ترجمہ: اور جبکہ ابراہیم [علیہ السلام] نے اپنے والد سے اوراپنی قوم سے فرمایا کہ میں ان چیزوں سے بیزار ہوں جن کی تم عبادت کرتے ہو بجز اس ذات کے جس نے مجھے پیدا کیا ہے اور وہی مجھے ہدایت بھی کرے گا.

لہٰذا غیر اللہ کی عبادت کرنے والوں سے اور ان کے معبودوں سے براءت ظاہر کرو.

مقصد ہے اللہ کی توحید کا اعتراف کرنا، عبادت میں اسے یکتا جاننا، اس کے علاوہ کی عبادت سے براءت ظاہر کرنا اور غیر اللہ کی عبادت کرنے والوں سے کنارہ کشی ضروری ہے، شرک کے بطلان کا عقیدہ ہ رکھنا ضروری ہے اور جن وانس ہر عبادت گزار کے اوپر واجب ہے کہ وہ خالص اللہ کی عبادت کریں، اللہ کی شریعت کو فیصل مان کر اس توحید کے حق کو ادا کریں لہٰذا اللہ تعالیٰ فیصلہ کرنے والا ہے اور اس کی توحید یہ ہے کہ اس پر ایمان رکھا جائے، تصدیق کی جائے، وہ دنیا میں اپنی شریعت کے ذریعہ اِن میں فیصلہ کرتا ہے اور آخرت میں اپنے تئیں فیصلہ کرے گا جیسا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا؛

﴿إِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلّٰهِ﴾ الانعام:۵۷]

ترجمہ: حکم کسی کا نہیں بجز اللہ تعالیٰ کے.

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا؛

﴿فَالْحُكْمُ لِلّٰهِ الْعَلِيِّ الْكَبِيْرُ﴾[غافر:۱۲]

ترجمہ: پس اب فیصلہ اللہ بلند و بزرگ ہی کا ہے.

اور اللہ تعالی نے فرمایا؛

﴿وَمَا اخْتَلَفْتُمْ فِيْهِ مِنْ شَيْءٍ فَحُكْمُهُ إِلَى اللّٰهِ﴾[الشوری:۱۰]

ترجمہ: اور جس جس چیز میں تمہارا اختلاف ہو اس کا فیصلہ اللہ تعالیٰ ہی کی طرف ہے.

اور کچھ عبادتوں کو اولیاء اور انبیاء یا آفتاب و ماہتاب یا جن یا فرشتوں یا بتوں یا درختوں وغیرہ کے نام پر پھیرنے سے اللہ کی توحید میں کمی پیدا ہوتی ہے اور یہ چیزیں عبادات کو باطل ٹھہرادیا کرتی ہیں.

جب یہ بات واضح ہوگئی کہ اللہ تعالی نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اور ان سے قبل دیگر انبیاء کو غیر اللہ کی عبادت کرنے والی قوموں کی جانب مبعوث فرمایا جن میں سے کچھ تو نبیوں اور نیک لوگوں کو پوجتے تھے، ان میں سے کچھ درختوں اور پتھروں کو پوجتے تھے، ان میں سے کچھ تراشیدہ بتوں کے پجاری تھے اور

ان میں سے کچھ تو ستارے وغیرہ کو پوجتے تھے، ان سبھی رسولوں نے اللہ کی وحدانیت اور اس پر ایمان لانے کی دعوت دی، اس بات کی دعوت دی کہ لوگ اس بات کا اعتراف کریں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں اور اس کے مخالف سے بچیں، غیر اللہ کی عبادت کرنے والوں اور ان کے معبودوں سے بچیں اور جس نے کچھ عبادتیں غیر اللہ کے نام پر کیں تو اس نے اس کو اکیلا نہیں جانا جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا ﴿وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَّسُوْلًا أَنِ اعْبُدُوْا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوْا الطَّاغُوْتَ﴾ [النحل:۳۶]

ترجمہ: ہم نے ہر امت میں رسول بھیجا کہ [لوگو!] صرف اللہ کی عبادت کرو اور اس کے سوا تمام معبودوں سے بچو.

اس سے واضح ہوا کہ اللہ کے علاوہ جن مصنوعی قبروں کی پوجا کی جاتی ہے جیسے بدوی کی قبر، مصر میں حسین کی قبر اور ان جیسوں کی قبروں کو پوجنا شرک ہے، کچھ جاہل حجاج جو یہ عمل کرتے ہیں کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے پاس مدد مانگتے ہیں، دشمنوں پر غلبہ پانے کی دعائیں کرتے ہیں، آپ کی

ذات سے استغاثہ طلبی اور فریاد رسی کرتے ہیں، یہ سب کچھ غیر اللہ کی عبادت ہے اور زمانہ جاہلیت کا شرک ہے، اسی طرح کچھ صوفیاء جو یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ کچھ اولیاء کرام کائنات کے امور میں تصرف کر سکتے ہیں اور اس کائنات کا نظام سنبھالتے ہیں - اللہ کی پناہ - یہ عقیدہ رکھنا اللہ کی ربوبیت میں شرک اکبر ہے.

اسی طرح کچھ لوگوں کا جو یہ عقیدہ ہے کہ کچھ لوگوں کا واسطہ ڈائریکٹ اللہ سے ہے، اس بنیاد پر وہ محمد رسول اللہ کی اتباع کرنے سے بے نیاز ہیں، یا وہ غیب دان ہیں، یا وہ کائنات میں تصرف کرتے ہیں یا اس جیسے ان کے عقائد ہیں تو جان لیں کہ یہ اللہ کے ساتھ کفر اکبر ہے اور ظاہری شرک ہے ایسا کرنے والا ملتِ اسلامیہ سے خارج ہے اگر چہ وہ اپنا انتساب اسلام سے کرتا ہے.

لہٰذا اللہ کی خالص عبادت کئے بغیر اور یہ ایمان لائے بغیر کہ وہی شہنشاہ ہے، امور میں وہی تصرف کرنے والا ہے، وہ اپنی ذات وصفات اور اپنے اسماء وافعال میں کامل ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اس کے مشابہ کوئی شئے نہیں،

یہ سب عقیدہ رکھے بغیر کوئی شخص مومنِ کامل نہیں بن سکتا.

مخلوق کے اوپر اس کو قیاس نہیں کیا جا سکتا، اس کے لئے مطلق طور پر اس کی ذات، اس کی صفات میں کمال ہے اور وہ اپنے افعال میں باکمال ہے، وہی کائنات کی تدبیر کرتا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور اس کے فیصلہ کو کوئی ٹالنے والا نہیں.

یہی اللہ کی توحید ہے، یہی خالص اس کی عبادت کرنا ہے، یہی تمام رسولوں کا مذہب ہے اور یہی اللہ تعالی کے اس قول کا مفہوم ہے إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ [الفاتحۃ:۵]

یعنی ہم تجھے اکیلا مانتے ہیں اور تیری اطاعت کرتے ہیں اور تجھ سے امید لگاتے ہیں اور تجھ سے ڈرتے ہیں.

جیسا کہ ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ ہم تنہا تیری عبادت کرتے ہیں اور تجھ سے امید لگاتے ہیں اور تجھ سے ڈرتے ہیں اور تیری اطاعت پر تجھ سے مدد چاہتے ہیں اور اپنے تمام امور میں تجھ سے مدد چاہتے ہیں.

لہذا عبادت اللہ کی توحید کو اپنا کر، اس کے اوامر کی بجا آوری کر کے، اس کے نواہی سے اجتناب کر کے اور اس بات پر کامل ایمان رکھ کر ہو سکتی ہے کہ وہی عبادت کا مستحق ہے، وہی رب العالمین اپنے بندوں کا منتظم اور ہر چیز کا مالک ہے، وہی اپنی ذات اور اپنے اسماء وصفات میں کامل ہے، اس کے اندر نہ تو کوئی عیب ہے اور نہ ہی کوئی نقص ہے اور اس میں اس کا کوئی شریک نہیں ہے بلکہ ہر چیز کے اندر اس کے لئے کمالِ مطلق ہے.

اسی سے ہم کو معلوم ہوا کہ تمام رسولوں کی رسالتوں کی تصدیق - جن میں سر فہرست ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں - ضروری ہے اور واضح ہوا کہ بندہ خالص اللہ کی عبادت کرے، اس کے رسولوں کی تصدیق کرے، خاص طور پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کرے، اس کی شریعت کی اتباع کرے اور اس پر ثابت قدم رہے ورنہ نواقضِ اسلام میں سے کسی ایک ناقض یا ایک سے زائد نواقض کے انجام دینے سے اس کی عبادت باطل ہو جائے گی اور اس کے ہوتے ہوئے اس کے دیگر اسلامی اعمال فائدہ نہ پہونچائیں گے.

اگر وہ ہر چیز میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کرے اور ہر چیز میں آپ کی شریعت کی اتباع کرے مگر اس کے ساتھ یہ کہے کہ محمد کے ساتھ مسیلمہ بھی رسول ہے [محمد بھی رسول ہے مسیلمہ بھی رسول ہے] مسیلمہ سے مراد وہ مسیلمہ کذاب ہے جس کا خروج یمامہ میں ہوا اور ابوبکر صدیق کے زمانہ میں صحابہ نے جس کو قتل کردیا - تو یہ باطل عقیدہ ہوگا اور اس کے اعمال رائیگاں ہو جائیں گے اور دن کا روزہ اور رات کا قیام اور نہ ہی دیگر کوئی اس کا عمل اسے کوئی فائدہ دے گا، کیونکہ اس نے اسلام کے ایک ناقض کا ارتکاب کیا ہے اور یہ کہ اس نے مسیلمہ کذاب کی تصدیق کی ہے کیونکہ اس سے اللہ تعالیٰ کے اس کے اس قول کی تکذیب لازم آتی ہے ﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ﴾ [الاحزاب ۴۰:]

ترجمہ: [لوگو] تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہیں لیکن آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور تمام نبیوں کے [سلسلہ کو] ختم کرنے

والے ہیں

جیسا کہ اس سے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کی تکذیب لازم آتی ہے جو متواتر احادیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ آپ خاتم النبیین ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہے.

اسی طرح جس نے دن میں روزہ رکھا اور رات کو قیام کیا اور تنہا اللہ کی عبادت کی اور رسول کی پیروی کی پھر کسی وقت کوئی عبادت غیر اللہ کے لئے کر دی جیسے کوئی عبادت نبی کے نام پر یا کسی ولی کے نام پر یا کسی بت کے نام پر یا آفتاب کے نام پر یا ماہتاب کے نام پر یا کسی ستارہ کے نام پر یا ان جیسوں کے نام پر کرے وہ ان کو مدد کے لئے پکارتا ہو تو اس کے سابقہ اعمال برباد ہو جائیں گے یہاں تک کہ وہ اللہ سے توبہ کر لے جیسا کہ اللہ نے فرمایا؛

﴿وَلَوْ أَشْرَكُوا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ

ترجمہ: اور اگر فرضاً یہ حضرات بھی شرک کرتے تو جو کچھ یہ اعمال کرتے تھے وہ سب اکارت ہو جاتے [الانعام: ۸۸]

اور اللہ نے فرمایا؛

﴿وَلَقَدْ أُوْحِيَ إِلَيْكَ وَإِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ لَئِنْ أَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ﴾[الزمر:٦٥]

ترجمہ: یقیناً تیری طرف بھی اور تجھ سے پہلے [کے تمام نبیوں] کی طرف بھی وحی کی گئی ہے کہ اگر تو نے شرک کیا تو بلا شبہ تیرا عمل ضائع ہوجائے گا اور بالیقیں تو زیاکاروں میں سے ہوجائے گا اور اگر اسی طرح ہر چیز میں اللہ کے اوپر ایمان لائے اور سوائے زنا کے ہر چیز میں اللہ کی تصدیق کرے اور زنا کو مباح گردانے یا لواطت (اَغلام بازی) کو جائز گردانے یا شراب کو جائز کہے تو اس بنیاد پر وہ کافر ہوگا اگر چہ اللہ کے دین کے دیگر امور وہ انجام دیتا ہو لہٰذا اللہ کی قطعی طور پر حرام کردہ کسی چیز کو حلال گردانئے سے اللہ کے ساتھ کفر کرنے والا اور اسلام سے مرتد مانا جائے گا اور مسلمانوں کے نزدیک اس کے اعمال اور اللہ کے لئے اس کی وحدانیت اسے کوئی فائدہ نہ پہونچائے گی.

اسی طرح اگر یہ کہے کہ نوح یا ھود یا صالح یا ابراہیم یا اسماعیل یا ان کے علاوہ انبیاء نبی نہیں تو اللہ کے ساتھ کفر کرنے والا ہوگا اور اس کے سارے اعمال برباد ہو جائیں گے کیونکہ ایسا کہہ کر اس نے ان چیزوں میں اللہ تعالی کی تکذیب کی ہے جس کی اس نے خبر دی ہے.

اسی طرح اگر اللہ کی حلال کردہ چیز کو حرام کہے اور اللہ کی توحید اور خالص اس کی عبادت کا قائل ہو اور رسولوں پر ایمان رکھتا ہو، مثال کے طور پر کہے کہ میں تو اونٹ یا گائے یا بکری وغیرہ کو یا اللہ کی حلال کردہ کسی ایسی چیز کو حلال نہیں سمجھتا ہوں اور کہے کہ یہ حرام ہیں تو وہ کافر اور اسلام سے مرتد مانا جائے گا جب کہ اس کے اوپر حجت قائم ہو چکی ہو.

یا کہے کہ میں تو جو اور گیہوں کو حلال نہیں سمجھتا ہوں بلکہ یہ دونوں حرام ہیں، یا اس قسم کی باتیں کہے تو کافر ہوگا، یا یہ کہے کہ وہ بیٹی یا بہن [سے نکاح کرنے] کو حلال سمجھتا ہے تو اس کی وجہ سے کافر ہو جائے گا، اسلام سے مرتد ہو جائے گا اگرچہ وہ نماز پڑھتا ہو، روزہ رکھتا ہو اور اطاعت کے باقی امور انجام

دیتا ہو کیونکہ اِن میں سے محض ایک چیز کا انکار کر دینے سے اس کا دین باطل ہو جائے گا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا؛

﴿وَلَوْ أَشْرَكُوْا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾ [الانعام:۸۸]

ترجمہ: اور اگر فرضاً یہ حضرات بھی شرک کرتے تو جو کچھ یہ اعمال کرتے تھے وہ سب اکارت ہو جاتے.

آج ہمارا گزر ایک ایسے دور سے ہو رہا ہے کہ جہالت عام ہو چکی ہے اور علم کم ہو چکا ہے، چندے معدودے کو چھوڑ کر اکثریت دنیاوی علوم کے سیکھنے میں لگ گئی ہے، کیونکہ ان کو اس سے روک دینے والی چیزوں نے غفلت میں ڈال رکھا ہے اور اکثر دُرُوس دنیاوی امور کے تعلق سے ہونے لگ گئے اللہ کی شریعت کو سمجھنا، اس کے دین میں تدبر حاصل کرنا اور اس کی توحید کو اپنانا یہ ایسے امور ہیں کہ اکثریت ان سے غافل ہو چکی ہے اور اس علم کے حاصل کرنے والے بہت تھوڑے سے رہ گئے ہیں.

اللہ کے بندے! آپ کے لئے مناسب یہ ہے کہ اس امر پر توجہ دیں، اللہ کی

کتاب اوراس کے رسول کی سنت کو سمجھیں، تدبر کریں اور سوچیں تا کہ آپ کو اللہ کی توحید اوراس کے اوپر ایمان رکھنے کی حقیقت معلوم ہو سکے، آپ جان سکیں کہ اللہ کے ساتھ شرک کیا ہے، آپ بصیرت پا سکیں، آپ دخولِ جنت اورنجاتِ دوزخ کا سبب معلوم کرسکیں، ساتھ ہی علمی حلقوں میں حاضری دیں اور اہلِ علم ودین کے بیچ ہونے والے مذاکرات پرتوجہ دیں تا کہ خودفائدہ اٹھائیں اوردوسروں کو فائدہ پہونچائیں اور اپنے معاملہ میں بصیرت اوردلیل پرقائم رہ سکیں.

شرک کی دوقسمیں ہیں[۱] شرک اکبر[۲] شرک اصغر

شرکِ اکبر اللہ کی توحید کے مخالف اوراسلام کے منافی ہے، اس سے اعمال برباد ہوجاتے ہیں اورمشرکین کا ٹھکانہ دوزخ ہے اوردلائل کی روشنی میں جن اقوال وافعال کا کفریہ ہونا ثابت ہے ان کا بجالانا مثلاً مردوں اوربتوں سے مدد چاہنا، یا اللہ کی حرام کردہ اشیاء کی حلت یا اس کی حلال کردہ اشیاء کی حرمت کا اعتقاد رکھنا، یا اس کے کچھ رسولوں کا انکارکرنا، یہ سب ایسے امور

ہیں جن سے اعمال برباد ہو جاتے ہیں اور اسلام سے ارتداد کا سبب بنتے ہیں جیسا کہ یہ بات بیان ہو چکی ہے اللہ تعالی نے سورہ نساء میں فرمایا؛

﴿إِنَّ اللّٰهَ لَايَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذَالِكَ لِمَنْ يَشَاءُ وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرَى إِثْماً عَظِيْماً﴾ [النساء:۴۸]

ترجمہ: یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے ساتھ شریک کیے جانے کو نہیں بخشتا اور اس کے سوا جسے چاہے بخش دیتا ہے اور جو اللہ کے ساتھ شریک مقرر کرے اس نے بہت بڑا گناہ اور بہتان باندھا.

شرک کی اسی خطورت کے تحت اللہ نے بیان کیا کہ شرک کی بخشش نہ ہوگی اور اس کے علاوہ دیگر گناہوں کو اپنی مشیت کے ساتھ معلق کیا ہے لہذا اس کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے اگر چاہے تو اسے بخش دے، اگر چاہے تو اس کے ان گناہوں کے حساب سے [جن پر اس کا انتقال ہوا ہے اور اس نے توبہ نہیں کی ہے] اسے عذاب میں مبتلا کرے پھر خوارج اور ان کی روش پر چلنے والوں کے برخلاف اہل سنت والجماعت کے اجماع کے مطابق اللہ تعالی ایسے شخص

کو گناہوں سے پاک کرکے جہنم سے نکال دے گا اور جنت میں داخل کرے گا.

جہاں تک آیت زمر کی بات ہے تو وہ عام ہے اور مطلق طور پر وارد ہے، اللہ سبحانہ وتعالی نے فرمایا ﴿قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ أَسْرَفُوْا عَلَى أَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ إِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعاً إِنَّهُ هُوَالْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ﴾[الزمر:۵۳]

ترجمہ:[میری جانب سے] کہہ دو کہ اے میرے بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے تم اللہ کی رحمت سے نا امید نہ ہو جاؤ بالیقین اللہ تعالی سارے گناہوں کو بخش دیتا ہے واقعی وہ بڑی بخشش والا بڑی رحمت والا ہے.

علماء کہتے ہیں کہ اس آیت کا تعلق توبہ کرنے والوں سے ہے اور سورہ نساء کی آیت کا تعلق توبہ نہ کرنے والے ایسے اشخاص سے ہے جن کا انتقال اس حال میں ہوا کہ وہ گنہ گار اور مشرک تھے اور یہی اللہ سبحانہ وتعالی کے اس قول کا مطلب ہے ﴿إِنَّ اللّٰهَ لَايَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ

ذَالِکَ لِمَنْ یَشَاءُ وَمَنْ یُشْرِکْ بِاللّٰہِ فَقَدِ افْتَرَی إِثْماً عَظِیْماً﴾[النساء:۴۸]

ترجمہ: یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے ساتھ شریک کئے جانے کونہیں بخشتا اوراس کے سوا جسے چاہے بخش دیتا ہےاور جواللہ کےساتھ شریک مقرر کرے اس نے بہت بڑا گناہ اور بہتان باندھا.

اور جس کا انتقال شرک کے علاوہ دیگر گناہوں پر ہوا ہے مثلاً زنا اور دیگر نافرمانیاں اور وہ ایمان رکھتا ہے کہ یہ حرام ہیں اوراس نے ان کوحلال نہیں سمجھا مگراس کا انتقال اس حال میں ہوا کہ اس نے ان گناہوں سے توبہ نہیں کی ،تواس کا معاملہ اہل سنت والجماعت کےنزدیک اللہ کی مشیت کے تحت ہے اگر اللہ چاہے گا تو اس کو بخش دے گا اور اسے اس کے اسلام اورتوحید کی بنیاد پر جنت میں داخل کرے گا ،اگر چاہے گا تو اسے زنا ،شراب نوشی یااس کے والدین کی نافرمانی یاقطع رحمی یادیگر گناہ کبیرہ کرنے کی بنیاد پراس کے گناہ کے حساب سے اسے دوزخ کا عذاب دے گا جیسا کہ اس کی وضاحت

ہو چکی ہے.

اورخوارج کا کہنا ہے کہ گناہ کرنے والا ہمیشہ جہنم میں رہے گا اور نافرمانیوں کے ارتکاب سے وہ کافر ہوگا اور ان کے اس قول پر معتزلہ نے موافقت کی ہے کہ وہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا مگر اہل سنت والجماعت نے ان کے اس قول میں اِن کی مخالفت کی ہے اوران کا خیال ہے کہ زانی اور چور اور اپنے والدین کی نافرمانی کرنے والا اوران کے علاوہ دیگر گناہ کبیرہ کے مرتکبین کو اس بنیاد پر نہ تو کافر کہا جائے گا اور نہ ہی وہ مخلد فی النار ہوں گے اگر انہوں نے ان گناہوں کوحلال نہیں سمجھا ہے بلکہ ان کا معاملہ اللہ کی مشیت کے تحت رہے گا جیسا کہ بات گزر چکی ہے پس یہ ایسے بنیادی امور ہیں جن کا جاننا ہمارے لئے مناسب ہے اوران کوخوب قاعدہ سے سجھنا مناسب ہے کیونکہ ان کاتعلق اصول دین سے ہے.

اور مسلمان اپنے دین کی حقیقت کواور اللہ کے ساتھ شرک کرنے کی حقیقت کو جانے اور یاد رکھے کہ شرک سے اور نافرمانیوں سے توبہ کرنے کا دروازہ اس

وقت تک کھلا ہوا ہے جب تک کہ آفتاب مشرق کے بجائے مغرب سے طلوع نہیں ہو جاتا.

مگر اللہ کے دین سے غفلت برتنا اور اس میں غور وفکر نہ کرنا سب سے بڑی مصیبت ہے بسا اوقات بندہ شرک کرتا ہے اور اللہ کے ساتھ کفر کر بیٹھتا ہے اور اسے کوئی پرواہ نہیں ہوتی کہ جہالت اور رسول کی لائی ہوئی ہدایت اور دین حق سے کم علمی کی بنیاد پر اس سے ایسا ہوا ہے لہٰذا اے عقلمندو! اپنے آپ کو پہچانو اور اپنے پروردگار کی حرمتوں کی تعظیم کرو اور خالص اللہ کے لئے کام کرو اور نیکیوں کی جانب سبقت کرو اور اپنے دین کو اس کے دلائل کی روشنی میں جانو اور علم کی مجلسوں میں حاضری دیا کرو اور نیک لوگوں کی صحبت میں بیٹھ کر اللہ کی کتاب پر توجہ دو تا کہ تم اپنے دین کو بصیرت کے ساتھ سمجھ سکو.

اور ہدایت و حق پر قائم رہنے کے لئے بکثرت اپنے رب سے دعا مانگو پھر جب کوئی گناہ ہو جائے تو جلدی سے توبہ کرو پس غلطی ہر شخص کرتا ہے اور غلطی کرنے والوں میں سب سے بہتر توبہ کرنے والے ہیں جیسا کہ صحیح حدیث

میں یہ بات آئی ہوئی ہے کیونکہ معصیت سے دین میں کمی اور ایمان میں کمزوری پیدا ہوتی ہے.

لہٰذا توبہ کرنے میں جلدی کرو اور گناہوں سے کنارہ کش ہو جاؤ اور نادم ہو اور اللہ توبہ کرنے والے کی توبہ کو قبول کرتا ہے اور اس نے فرمایا ہے:

﴿وَتُوْبُوْا إِلَى اللّٰهِ جَمِيْعاً أَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ﴾[النور :۳۱]

ترجمہ: اے مسلمانو! تم سب کے سب اللہ کی جناب میں توبہ کرو تاکہ تم نجات پاؤ.

اور اللہ عزوجل نے فرمایا﴿ يٰأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا تُوْبُوْا إِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحاً﴾[التحریم:۸]

ترجمہ: اے ایمان والو! تم سب کے سب اللہ کی جناب میں خالص توبہ کرو تاکہ تم نجات پا جاؤ.

لہٰذا اس [اللہ] سے توبہ کرنا ضروری ہے اور توبہ بندہ کبھی بھی کرسکتا ہے اور

رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ: توبہ سے ماقبل کے گناہ مٹ جاتے ہیں پس اس پر ثابت قدم رہو، جب بھی تم سے کوئی لغزش ہو جائے تو اصلاح اور توبہ کرنے مس عجلت سے کام لو اور آخرت میں اپنا حصہ متعین کرلو بلکہ دنیا کے لئے وقت متعین کرلو اور دین کو سمجھنے، غور کرنے اور تدبر کرنے اور مطالعہ و مذاکرہ کے لئے وقت متعین کرو اور اللہ کی کتاب اور اس کے رسول کی سنت پر توجہ دو اور علمی مجلسوں میں حاضری دیا کرو اور اپنا زیادہ تر وقت نیکو کاروں کی صحبت میں گزارو پس آپ کی خدمت میں پیش کردہ یہ چند اہم امور ہیں جو آپ کے لئے باعثِ سعادت ہیں.

اور شرک کی دوسری قسم شرک اصغر ہے جیسے ریا کاری اور بعض قول وعمل کے اندر شہرت طلبی ہے مثال کے طور پر بندہ کہے کہ اللہ نے کیا ہی چاہا اور فلاں نے کیا خوب چاہا اور غیر اللہ کی قسم کھائے جیسے امانت اور کعبہ اور نبی وغیرہ کی قسم کھائے پس اس قسم کی چیزیں شرک اصغر ہیں لہٰذا ان سے بچنا ضروری ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص سے فرمایا جس نے آپ سے کہا کہ کیا

خوب اللہ نے اور آپ نے چاہا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تو نے مجھے اللہ کا شریک بنادیا اکیلے اللہ نے کیا خوب چاہا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: نہ کہو کہ اللہ اور فلاں نے چاہا مگر یہ کہو کہ اللہ نے چاہا پھر فلاں نے چاہا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جسے قسم کھانی ہو وہ اللہ کی قسم کھائے یا خاموش رہ جائے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اپنے والدین کی قسم نہ کھاؤ اور شرکاء کی قسم نہ کھاؤ اور اللہ کی قسم اس وقت کھاؤ جب تم اپنے معاملہ میں سچے ہو اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: جس نے غیر اللہ کی قسم کھائی اس نے شرک کیا اس کے علاوہ بھی اس مفہوم کی وارد شدہ دیگر صحیح احادیث ہیں انہیں میں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول ہے کہ: مجھے تمہارے متعلق سب سے زیادہ اندیشہ شرکِ اصغر کا ہے پوچھا گیا کہ شرکِ اصغر کیا ہے تو آپ نے فرمایا کہ ریا کاری، یہ ریا کاری بسا اوقات کفر اکبر بن جاتی ہے جب ریا کار ریا کاری اور نفاق کے طور پر کوئی مذہبی عمل انجام دے اور اسلام کا اظہار ایمان اور محبت سے نہ کرے تو وہ اس کی وجہ سے منافق اور

کفر اکبر کا مرتکب ہو جاتا ہے.

اسی طرح اگر وہ غیر اللہ کی قسم کھائے اور جس کی قسم کھا رہا ہے اس کی اللہ جیسی تعظیم کرے، یا یہ عقیدہ رکھے کہ وہ غیب داں ہے، یا اللہ کے ساتھ عبادت کیئے جانے کو درست گردانے تو اس کی وجہ سے شرک اکبر کا ارتکاب کرنے و الا مانا جائے گا.

ہاں اگر غیر اللہ کی قسم مثلاً کعبہ اور نبی وغیرہ کی قسم (غیر ارادی طور پر) اس کی زبان پر آگئی ہے جب کہ اس کا عقیدہ نہیں ہے تو صرف شرکِ اصغر کا مرتکب مانا جائے گا.

میں اللہ تعالی سے دعا کرتا ہوں کہ وہ ہم سب کو اپنا دین سمجھنے، اس پر جمے رہنے کی توفیق دے اور ہم سب کو اس پر ثابت قدم رہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم کو اپنے نفس کی برائیوں اور ہمارے اعمال کی برائیوں اور فتنوں کی گمراہیوں سے بچائے بے شک وہ سخی وفیاض ہے.

رسولوں کی توحیداوراس کے منافی کفروشرک کا بیان

تمام قسم کی تعریف اللہ کے لئے ہے، اور بہترین انجام پرہیزگاروں کا ہے ،اور درود وسلام نازل ہوں اگلوں وپچھلوں ،تمام نبیوں و رسولوں اور سبھی نیکوکاروں کےاوپر.

حمد وصلاۃ کے بعد!

چونکہ اللہ عزوجل کی وحدانیت ،اس پراوراس کے رسولوں پرایمان لانا اہم واجبات اورعظیم فرائض میں سے ہے،اس کی معرفت حاصل کرنا بہترین اور افضلِ علم قرار پاتاہےاوراس بنیادی اصل کی ضرورت اسے تفصیل سے واضح کرنے کا متقاضی ہے اس لئے میں نے اس مختصر سی گفتگو میں اس کی سخت ضرورت محسوس ہونے پر اس کی وضاحت کرنی مناسب سمجھی ،کیونکہ یہ موضوع لائقِ اعتناء ہےاوراللہ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ ہم سب کوقول وعمل

میں حق اختیار کرنے کی توفیق دے اور ہم سب کو خطا اور لغزش سے محفوظ رکھے کہتا تو میں ہوں پر اس کے لئے مدد اور توفیق اللہ سے چاہتا ہوں.

اس میں کوئی شک نہیں کہ توحید ایکا ہم واجب ہے اور یہ پہلا فریضہ ہے یہی رسولوں کی پہلی دعوت اور ان کی دعوتوں کا خلاصہ (نچوڑ) ہے جیسا کہ ہمارے پروردگار نے اپنی کتاب میں اسے بیان کیا ہے اور وہ سب سے سچی بات کہنے والا ہے جیسا کہ وہ رسولوں کے بارے میں فرماتا ہے؛

﴿وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِىْ كُلِّ أُمَّةٍ رَّسُوْلًا أَنِ اعْبُدُوْا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوْا الطَّاغُوْتَ﴾ [النحل:۳۶]

ترجمہ: ہم نے ہر امت میں رسول بھیجا کہ [لوگو!] صرف اللہ کی عبادت کرو اور اس کے سوا تم معبودوں سے بچو.

اللہ عز جل نے واضح کیا کہ اس نے ہر امت میں ایک رسول یہ پیغام دے کر مبعوث کیا کہ [وہ لوگوں سے کہے] کہ اللہ کی عبادت کرو اور طاغوت سے بچو، یہ رسولوں کی دعوت ہے ہر ایک اپنی قوم اور اپنی امت سے کہتا ہے کہ اللہ

کی عبادت کرو اور طاغوت سے بچو.

مطلب یہ ہے کہ اللہ کو واحد جانو کیونکہ رسولوں اور قوموں کے بیچ جو اختلاف ہے وہ توحیدِ عبادت کا اختلاف ہے ورنہ سبھی قومیں اس بات کا اعتراف کرتی تھیں کہ اللہ ان کا رب اور ان کا خالق اور ان کا رازق ہے اور اللہ کے اکثر اسماء وصفات کی معرفت انہیں حاصل تھی مگر عہدِ نوح سے لے کر ہمارے آج کے دور تک توحید میں جو اختلاف ہے وہ توحیدِ عبادت کا اختلاف ہے، ہر رسول اپنی قوم سے کہتے کہ خالص اللہ کی عبادت کرو اور اس میں اس کو واحد جانو اور اس کے ماسوا کی عبادت ترک کردو جب کہ ان کے دشمن اور مخالفین کہتے تھے کہ نہیں بلکہ ہم تو اس کی اور اس کے علاوہ کی عبادت کریں گے ہم خاص اس کی عبادت نہیں کریں گے.

یہی چیز رسولوں اور ان کی قوموں کے بیچ باعثِ اختلاف تھی ،قومیں اللہ کی عبادت کا کلی طور پر انکار نہ کرتی تھیں بلکہ اللہ کی عبادت کرتی تھیں، مگر اختلاف یہ تھا کہ یہ صرف اسی کی عبادت کریں یا کچھ اور؟ پس اللہ نے

رسولوں کوتمام معبودانِ باطلہ سے کٹ کر صرف اس رب کی عبادت کروانے کے لئے مبعوث کیا جوتنہا مالک ہے، ہر چیز کے اوپر قادر ہے، خالق ہے بندوں کوروزی دینے والا ہے،ان کے احوال سے واقف ہے وغیرہ وغیرہ.

لہٰذا رسولوں نے تمام قوموں کو اللہ کی وحدانیت اور خاص اس کی عبادت کرنے اوراس کے ماسوا کی عبادت ترک کرنے کی دعوت دی اور یہی اللہ کے اس قول کا مفہوم ہے ﴿وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ أُمَّةٍ رَّسُوْلًا أَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ﴾ [النحل:٣٦]

ترجمہ: ہم نے ہر امت میں رسول بھیجا کہ [لوگو!] صرف اللہ کی عبادت کرو اوراس کے سوا تم معبودوں سے بچو.

ابن عباسؓ اس مفہوم کی تفسیر کرتے ہیں کہ: عبادت توحید ہے اور یہی بات تمام علماء نے کہی ہے کہ عبادت ہی توحید ہے کیونکہ یہی مقصود ہے اور کافر قومیں اللہ کی عبادت کرتی تھیں اوراس کے ساتھ اس کے علاوہ کو بھی پوجتی تھیں جیسا کہ اللہ نے فرمایا؛

﴿وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ إِنَّنِي بَرَاءٌ مِّمَّا تَعْبُدُونَ إِلَّا الَّذِي فَطَرَنِي فَإِنَّهُ سَيَهْدِينِ﴾ [الزخرف ٢٦-٢٧]

ترجمہ: اور جبکہ ابراہیم [علیہ السلام] نے اپنے والد سے اور اپنی قوم سے فرمایا کہ میں ان چیزوں سے بیزار ہوں جن کی تم عبادت کرتے ہو بجز اس ذات کے جس نے مجھے پیدا کیا ہے اور وہی مجھے ہدایت بھی کرے گا.

لہذا سوائے خالق سبحانہ کے تمام معبودوں سے براءت ظاہر کرو لہذا معلوم ہوا کہ یہ مشرکین اللہ کے ساتھ اور معبودوں کو بھی پوجتے تھے.

اسی لئے خلیل نے اپنے خالق اللہ سبحانہ وتعالی کے علاوہ ان کے سارے معبودوں سے براءت ظاہر کی اور اسی طرح اللہ عزوجل نے خلیل کی زبانی کہلوایا؛

﴿وَأَعْتَزِلُكُمْ وَمَا تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ وَأَدْعُو رَبِّي﴾

ترجمہ: میں تو تمہیں بھی اور جن جن کو اللہ کے سوا تم پکارتے ہو انہیں بھی سب کو چھوڑ رہا ہوں صرف اپنے پروردگار کو پکارتا رہوں گا [مریم: ۴۸]

لہٰذا معلوم ہوا کہ وہ لوگ اللہ کی عبادت کرتے تھے اور غیروں کی بھی کرتے تھے اور اس مفہوم کی آیات بہت ہیں، لہٰذا اسی سے ہم نے جانا کہ رسولوں کی دعوتوں کا مقصد خالص اللہ کی عبادت کرنا، اس کو اکیلا جاننا ہے اور یہ جاننا ہے کہ پکارا صرف اسی کو جائے ، استغاثہ صرف اسی سے کیا جائے ، نذر صرف اسی کی مانی جائے اور ذبیحہ (نذرانہ) صرف اسی کیلئے پیش کیا جائے ، نماز صرف اسی کے لئے پڑھی جائی اور دیگر عبادتیں اسی کے لئے انجام دی جائیں، صرف وہی اِن سب کا مستحق ہے اور یہی لا الہ الا اللہ کا مفہوم ہے اس کا معنی ہے کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں ہے.

اہل علم کے نزدیک اس کا مفہوم یہی ہے کیونکہ معبودان باطلہ تو بہت سارے ہیں اور مشرکین زمانہ قدیم [نوح سے لے کر ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک] اللہ کو چھوڑ کر بہت سارے معبودوں کو پوجتے تھے انہیں میں سے ود سواع یغوث یعوق اور نسر وغیرہ ہیں.

اسی طرح عربوں کے یہاں بہت سارے معبود تھے اور اہل فارس روم کے

یہاں اوران کے علاوہ بہت سی اقوام کے یہاں بہت سارے معبود تھے جن کو یہ اللہ کے ساتھ پوجتے تھے لہٰذا معلوم یہ ہوا کہ لا الہ الا اللہ کہنے کا مقصد وہی ہے جو رسولوں کی دعوتوں کا مقصد ہے یعنی اللہ کو واحد مانا جائے اور ہرایک کو چھوڑ کر خالص اسی کی عبادت کی جائے اوراسی لئے اللہ تعالی اپنی واضح کتاب میں فرماتا ہے؛

﴿ذَالِکَ بِأَنَّ اللّٰہَ ھُوَالْحَقُّ وَأَنَّ مَا یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِہٖ ھُوَ الْبَاطِلُ﴾[الحج:٦٢]

ترجمہ: یہ سب اس لیے کہ اللہ ہی حق ہے اوراس کے سوا جسے بھی یہ پکارتے ہیں وہ باطل ہے.

اس سے واضح ہوا کہ مقصد یہ ہے کہ ہرایک کو چھوڑ کر خالص اسی کی عبادت کی جائے اور وہی اللہ معبود برحق ہے اوراس کے علاوہ معبودان باطلہ ہیں اور اسی لئے اللہ سبحانہ وتعالی نے فرمایا ﴿وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِیْ کُلِّ أُمَّةٍ رَّسُوْلًا أَنِ اعْبُدُوْااللّٰہَ وَاجْتَنِبُوْا الطَّاغُوْتَ﴾[النحل:٣٦]

ترجمہ: ہم نے ہرامت میں رسول بھیجا کہ [لوگو!] صرف اللہ کی عبادت کرو اوراس کے سواتم معبودوں سے بچو؛

یعنی اللہ کو واحد جانو اور طاغوت سے بچو یعنی طاغوت پرستی چھوڑ دو اوران سے دور رہو.

اللہ کو چھوڑ کر جن وانسان یا فرشتہ یا ان کے علاوہ جمادات وغیرہ کی عبادت کی جائے اور یہ اس سے راضی ہوں اور پسند کرتے ہوں یہ سبھی طاغوت ہیں.

بلکہ طاغوت کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کو چھوڑ کر جن کی عبادت کی جاتی ہے اور وہ ان سے راضی ہوتے ہوں اور جو ان سے راضی نہ ہوتے ہوں جیسے فرشتے اور انبیاء اور صالحین وہ طاغوت نہیں ہیں پس طاغوت ہر وہ شیطان ہے جو ان کو پوجنے کی دعوت دے اور اسے لوگوں کے لئے مزین بنائے.

لہٰذا رسول، انبیاء، فرشتے اور ہر نیک آدمی جو اپنی عبادت سے خوش نہ ہوتا ہو بلکہ اس کا انکار کرتا ہو اوران کے خلاف ہو وہ طاغوت نہیں بلکہ طاغوت ہر وہ شئے ہے جس کی عبادت اللہ کے سوا کی جاتی ہے اور وہ اس سے خوش ہوتا

ہو جیسے فرعون اور ابلیس اور ان جیسے جو اس کی دعوت دیتے ہیں یا اس سے خوش ہوتے ہیں اور ایسے ہی جمادات مثلا درخت پتھر اور اللہ کو چھوڑ کر جن بتوں کو پوجا جاتا ہے، یہ سب طاغوت اس لئے ہیں کیونکہ اللہ کو چھوڑ کر ان کی عبادت کی جاتی ہے.

اور اسی مفہوم کے تعلق سے اللہ تعالی فرماتا ہے:

﴿وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ إِلَّا نُوْحِيْ إِلَيْهِ أَنَّهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدُوْنِ﴾ الانبیاء:٢٥]

ترجمہ: تجھ سے پہلے جو بھی رسول ہم نے بھیجا اس کی طرف یہی وحی نازل فرمائی کہ میرے سوا کوئی معبود برحق نہیں پس تم سب میری ہی عبادت کرو.

یہ آیت گزشتہ آیت کی مانند ہے اللہ تعالیٰ نے اس میں سبھی رسولوں کی دعوتوں کو بیان کیا ہے اور وہ توحید اور غیر اللہ کو چھوڑ کر صرف اللہ واحد کی عبادت ہے اور خالص اللہ کی عبادت کرنے اور اس پر ایمان رکھنے کے لئے اس کا قول محض لا الہ الا اللہ کافی ہے کیونکہ وہی ان سب کا مستحق ہے مگر مشرکین

جانتے تھے کہ یہ کہنے سے ان کے معبودان باطل ٹھہر جائیں گے اور لا الہ الا اللہ یہ قول اس بات کا متقاضی ہے کہ اللہ ہی معبود برحق ہے اور یہ (عبادت) اسی کے لئے خاص ہے.

لہٰذا اسی لئے انہوں نے انکار کیا، اس سے روگردانی کی اور اسے قبول کرنے سے منہ پھیر لیا لہٰذا اس سے واضح ہوا کہ اس کا مقصد ہے کہ خالص اللہ کی عبادت کی جائے اور اللہ کے علاوہ نبیوں، فرشتوں، نیک لوگوں یا جنوں وغیرہ کی عبادت کی جاتی ہے، ان کو چھوڑ کر تنہا اسی کی عبادت کی جائے کیونکہ وہی اللہ سبحانہ وتعالی مالک ورازق، قادر و زندہ کرنے والا، مارنے والا، ہر چیز کا خالق اور بندوں کے امور کی تدبیر کرنے والا ہے لہٰذا وہی عبادت کئے جانے کا مستحق ہے اور وہ ان کے احوال سے واقف ہے، اسی لئے اس نے رسولوں کو مخلوق کو اس کی توحید کے اختیار کرنے، صرف اسی کی عبادت کرنے اور اس کے اسماء وصفات کی وضاحت کرنے کے لئے بھیجا اور یہ بتلانے کے لئے بھیجا کہ وہی اپنے کمالِ علم اور کمالِ قدرت اور کمالِ اسماء

وصفات کی بنیاد پر عبادت اور تعظیم کا مستحق ہے اور اس لئے بھی کہ وہ نفع ونقصان پہونچانے والا، اپنے بندوں کی حالتوں کو جاننے و الا، ان کی پکاروں کو سننے والا، ان کی مصلحتوں کو جاننے والا ہے، وہی ہر ایک کو چھوڑ کر عبادت کئے جانے کا مستحق ہے اور اللہ تعالی نے نوح، ہود، صالح اور شعیب علیہم الصلاۃ کے تعلق سے خبر دی جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا

﴿أَعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ إِلٰهٍ غَيْرُهُ﴾ [ہود:٥٠]

ترجمہ: اللہ ہی کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں اور یہ اللہ تعالی کے اس فرمان کے مطابق ہے ﴿وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولًا أَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ﴾ [النحل:٣٦]

ترجمہ: ہم نے ہر امت میں رسول بھیجا کہ [لوگو!] صرف اللہ کی عبادت کرو اور اس کے سوا تم معبودوں سے بچو.

اور قوم ہود نے یہ کہہ کر اپنے نبی کو جواب دیا ﴿أَجِئْتَنَا لِنَعْبُدَ اللّٰهَ وَحْدَهُ وَنَذَرَ مَا كَانَ يَعْبُدُ آبَاؤُنَا فَأْتِنَا بِمَا تَعِدُنَا إِنْ كُنْتَ مِنَ

الصَّادِقِينْ﴾[الاعراف:٧٠]

ترجمہ: کیا آپ ہمارے پاس اس واسطے آئے ہیں کہ ہم صرف اللہ ہی کی عبادت کریں اور جن کو ہمارے باپ دادا پوجتے تھے ان کو چھوڑ دیں پس ہم کو جس عذاب کی دھمکی دیتے ھو اس کو ہمارے پاس منگوا دو اگر تم سچے ہو اس کا مفہوم یہ ہے کہ وہ جانتے تھے کہ ہود کی دعوت کا تقاضہ ہے کہ خالص اللہ کی عبادت کی جائے اور اس کے علاوہ پوجے جارہے بتوں کو چھوڑ دیا جائے اور اسی لئے انہوں نے کہا ﴿قَالُوا أَجِئْتَنَا لِنَعْبُدَ اللّٰهَ وَحْدَهُ وَنَذَرَمَا كَانَ يَعْبُدُ آبَاؤُنَا فَاتِنَا بِمَا تَعِدُنَا إِنْ كُنْتَ مِنَ الصَّادِقِينْ﴾[الاعراف:٧٠]

ترجمہ: کیا آپ ہمارے پاس اس واسطے آئے ہیں کہ ہم صرف اللہ ہی کی عبادت کریں اور جن کو ہمارے باپ دادا پوجتے تھے ان کو چھوڑ دیں پس ہم کو جس عذاب کی دھمکی دیتے ہو اس کو ہمارے پاس منگوا دو اگر تم سچے ہو.

وہ سرکشی اور تکذیب پر قائم رہے یہاں تک ان کے اوپر عذاب آپھو نچا ہم

اللہ تعالی سے حسنِ عاقبت کا سوال کرتے ہیں.

اور اللہ سبحانہ وتعالی نے کتابیں نازل کیں اور رسولوں کو بھیجا تا کہ صرف اسی کی عبادت کی جائے ،اس کا کوئی شریک نہیں اور اس کے حقوق اس کے بندوں کے سامنے بیان کئے جائیں اور بندوں کو یاد دلایا جائے کہ وہ اسمائے حسنی اور بلند صفات سے متصف ہے تا کہ وہ اللہ تعالی کو اس کے اسماء وصفات ، اس کے عظیم احسان ،اس کی کمال قدرت اور اس کے احاطہ علمی سے جان سکیں ، کیونکہ توحید ربوبیت توحید الوہیت وعبادت کے لئے اصل اور بنیاد ہے ،اسی لئے رسولوں کو مبعوث کیا گیا اور اللہ تعالی کی جانب سے اس کے اسماء وصفات کو واضح کرنے اور اس کے عظیم احسان کو بتلانے کے لئے آسمانی کتابیں نازل کی گئیں اور اس کے حق کو بتلانے کے لئے کہ اسی کی تعظیم کی جائے اور اسی کو پکارا جائے اور اسی سے مانگا جائے تا کہ قومیں اس کی عبادت وطاعت کے لئے جھک جائیں اور اسی کی طرف رجوع کریں تا کہ ہر ایک کو چھوڑ کر صرف اسی کو پوجیں اور اللہ تعالی نے اس چیز کو اپنے

بہت سارے رسولوں کے بارے میں بیان کیا ہے﴿قَالَتْ رُسُلُهُمْ أَفِي اللّٰهِ شَكٌّ فَاطِرَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ﴾

ترجمہ: ان کے رسولوں نے انہیں کہا کہ کیا حق تعالیٰ کے بارے میں تمہیں شک ہے جو آسمانوں اور زمین کا بنانے والا ہے[ابراہیم:۱۰]

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ نُوحٍ إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ يٰقَوْمِ إِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكُمْ مَّقَامِي وَتَذْكِيرِي بِآيَاتِ اللّٰهِ فَعَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ فَأَجْمِعُوا أَمْرَكُمْ وَشُرَكَاءَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُنْ أَمْرُكُمْ عَلَيْكُمْ غُمَّةً ثُمَّ اقْضُوا إِلَيَّ وَلَا تُنْظِرُونِ فَإِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَمَا سَأَلْتُكُمْ مِنْ أَجْرٍ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَى اللّٰهِ وَأُمِرْتُ أَنْ أَكُونَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ﴾[یونس:۷۱-۷۲]

ترجمہ: اور آپ ان کو نوح[علیہ السلام] کا قصہ پڑھ کر سنایئے جب کہ انہوں نے اپنی قوم سے فرمایا کہ اے میری قوم! اگر تم کو میرا رہنا اور احکام الٰہی کی نصیحت کرنا بھاری معلوم ہوتا ہے تو میرا تو اللہ ہی پر بھروسہ ہے تم اپنی

تدبیر مع اپنے شرکاء کے پختہ کرلو پھر تمہاری تدبیر تمہاری گھٹن کا باعث نہ ہونی چاہئیے پھر میرے ساتھ کر گزرو اور مجھ کو مہلت نہ دو پھر اگر تم اعراض ہی کئے جاؤ تو میں نے تم سے معاوضہ تو نہیں مانگا میرا معاوضہ تو صرف اللہ ہی کے ذمہ ہے اور مجھ کو حکم کیا گیا ہے کہ میں مسلمانوں میں سے رہوں گا.

لہٰذا اللہ نے واضح کیا کہ وہی اللہ قابلِ اعتماد اور لائق بھروسہ ہے اور اسے ان کی دھمکیوں اور ان کے خوف کی پرواہ نہیں اور اللہ کے پیغامات کو پہونچانا ضروری ہے اور یقینی طور پر رسول نے اسے پہونچادیا انہوں نے اپنے رب کی قدرت وعظمت کے بارے میں بتلایا اور آگاہ کردیا کہ وہی تمام اشیاء کی جانکاری رکھتا ہے اور وہی آپ کو بچانے پر قادر ہے اور آپ کے دشمنوں کو ہلاک کرنے پر قادر ہے جیسا کہ وہ اپنے رسولوں اور اپنے نبیوں کی حفاظت کے اوپر قادر ہے اور اپنی نگہ داشت سے ان کا احاطہ کرتا ہے اور ان کی لائی ہوئی ہدایتوں پر ان کی اعانت کرتا ہے اور اس تعلق سے ایک سورت نازل فرمائی جس کا تعلق نوح [رسول] سے ہے جیسا کہ اس نے بیان کیا ﴿ بِسۡمِ

اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمُ إِنَّا أَرْسَلْنَا نُوحاً إِلٰى قَوْمِهِ أَنْ أَنْذِرْ قَوْمَكَ
مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَهُمْ عَذَابٌ أَلِيْمٌ قَالَ يٰقَوْمِ إِنِّي لَكُمْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ أَنِ
اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاتَّقُوْهُ وَأَطِيْعُوْنِ يَغْفِرْلَكُمْ مِنْ ذُنُوْبِكُمْ وَيُؤَخِّرْكُمْ
إِلٰى أَجَلٍ مُّسَمًّى إِنَّ أَجَلَ اللّٰهِ إِذَا جَاءَ لَا يُؤَخَّرُ لَوْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ
قَالَ رَبِّ إِنِّي دَعَوْتُ قَوْمِي لَيْلاً وَنَهَاراً فَلَمْ يَزِدْهُمْ دُعَائِيْ إِلَّا
فِرَاراً وَإِنِّي كُلَّمَا دَعَوْتُهُمْ لِتَغْفِرَلَهُمْ جَعَلُوْا أَصَابِعَهُمْ فِيْ آذَانِهِمْ
وَاسْتَغْشَوْا ثِيَابَهُمْ وَأَصَرُّوْا وَاسْتَكْبَرُوْا اسْتِكْبَاراً ثُمَّ إِنِّيْ
دَعَوْتُهُمْ جِهَاراً ثُمَّ إِنِّيْ أَعْلَنْتُ لَهُمْ وَأَسْرَرْتُ لَهُمْ إِسْرَاراً فَقُلْتُ
اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ إِنَّهُ كَانَ غَفَّاراً يُرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْكُمْ مِدْرَاراً
وَيُمْدِدْكُمْ بِأَمْوَالٍ وَبَنِيْنَ وَيَجْعَلْكُمْ جَنَّاتٍ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ أَنْهَاراً
مَا لَكُمْ لَا تَرْجُوْنَ لِلّٰهِ وَقَاراً وَقَدْ خَلَقَكُمْ أَطْوَاراً﴾[نوح:١تا١٤]

ترجمہ: شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے یقیناً ہم نے [نوح علیہ السلام] کو ان کی قوم کی طرف بھیجا کہ اپنی قوم کو

ڈرادو [اور خبردار کردو] اس سے پہلے کہ ان کے پاس دردناک عذاب آجائے [نوح علیہ السلام نے] کہا اے میری قوم! میں تمہیں صاف صاف ڈرانے والا ہوں کہ تم اللہ کی عبادت کرو اور اسی سے ڈرو اور میرا کہا مانو تو وہ تمہارے گناہ بخش دے گا اور تمہیں ایک وقت مقررہ تک چھوڑ دے گا یقیناً اللہ تعالیٰ کا وعدہ جب آجاتا ہے تو مؤخر نہیں ہوتا کاش کہ تمہیں سمجھ ہوتی [نوح علیہ السلام نے] کہ اے میرے پروردگار! میں نے اپنی قوم کو رات دن تیری طرف بلایا ہے مگر میرے بلانے سے یہ لوگ اور زیادہ بھاگنے لگے میں نے جب کبھی انہیں تیری بخشش کے لئے بلایا انہوں نے اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں ڈال لیں اور اپنے کپڑوں کو اوڑھ لیا اور اڑ گئے اور بڑا تکبر کیا پھر میں نے انہیں بآواز بلند بلایا اور بیشک میں نے ان سے علانیہ بھی کہا اور چپکے چپکے بھی اور میں نے انہیں کہا کہ اپنے رب سے اپنے گناہ بخشواؤ [اور معافی مانگو] وہ یقیناً بڑا بخشنے والا ہے وہ تم پر آسمان کو خوب برستا ہوا چھوڑ دے گا اور تمہیں خوب پے در پے مال اور اولاد میں ترقی دے گا اور تمہیں باغات دے

گا اور تمہارے لئے نہریں نکال دے گا تمہیں کیا ہوگیا ہے کہ تم اللہ کی برتری کا عقیدہ نہیں رکھتے حالانکہ اس نے تمہیں طرح طرح سے پیدا کیا ہے. اللہ تعالی نے اپنے نبی نوح کی زبانی اپنے کچھ اوصاف بتلائے یہ کہ وہی روزی اور بہت ساری نیکیوں اور عظیم نعمتوں کے ذریعہ سے ان کی مدد کرتا ہے اور وہی مستحق ہے کہ عبادت کی جائے، اسی کی اطاعت کی جائے اور تعظیم کی جائے.

اللہ تعالی نے ہود اوران کے قوم کے تعلق سے سورہ شعراء کے اندر خبر دی

﴿كَذَّبَتْ عَادُ ن الْمُرْسَلِيْنَ إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ هُوْدٌ أَلَا تَتَّقُونِ إِنِّي لَكُمْ رَسُوْلٌ أَمِيْنٌ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَأَطِيْعُوْنِ وَمَا أَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَى رَبِّ الْعَالَمِيْنَ أَتَبْنُوْنَ بِكُلِّ رِيْعٍ آيَةً تَعْبَثُوْنَ وَتَتَّخِذُوْنَ مَصَانِعَ لَعَلَّكُمْ تَخْلُدُوْنَ وَإِذَا بَطَشْتُمْ بَطَشْتُمْ جَبَّارِيْنَ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَأَطِيْعُوْنِ وَاتَّقُوا الَّذِيْ أَمَدَّكُمْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ أَمَدَّكُمْ بِأَنْعَامٍ وَّبَنِيْنَ وَجَنَّاتٍ وَّعُيُوْنٍ إِنِّيْ أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ

يَوْمٍ عَظِيْمٍ﴾ [الشعراء:١٢٣تا١٣٥]

ترجمہ:عادیوں نے بھی رسولوں کو جھٹلایا جبکہ ان سے ان کے بھائی ہود نے کہا کہ کیا تم ڈرتے نہیں میں تمہارا امانتدار پیغمبر ہوں پس اللہ سے ڈرو اور میرا کہا مانو میں اس پر تم سے کوئی اجرت طلب نہیں کرتا میرا ثواب تو تمام جہانوں کے پروردگار کے پاس ہی ہے کیا تم ایک ایک ٹیلے پر بطور کھیل تماشا یادگار [عمارت] بنا رہے ہو اور بڑی صنعت والے [مضبوط محل تعمیر] کر رہے ہو گویا کہ تم ہمیشہ یہیں رہو گے اور جب کسی پر ہاتھ ڈالتے ہو تو سختی اور ظلم سے پکڑتے ہو اللہ سے ڈرو اور میری پیروی کرو اس سے ڈرو جس نے ان چیزوں سے تمہاری امداد کی جنہیں تم جانتے ہو اس نے تمہاری مدد کی مال سے اور اولاد سے باغات سے چشموں سے مجھے تو تمہاری نسبت بڑے دن کے عذاب کا اندیشہ ہے.

اللہ تعالی نے اپنے نبی ہود کی زبانی ان بہت ساری نعمتوں کی وضاحت فرمائی جو اس نے ان کے اوپر کی تھیں اور وہی تمام چیزوں کا رب ہے اور ان کے

اوپر اس کی تابعداری اور اس کے رسول کی اطاعت اور اس کی تصدیق واجب ہے مگر انہوں نے انکار کیا اور اعراض کیا تو ان کے اوپر اللہ کا عذاب تیز آندھی کی شکل میں نازل ہوا.

اس نے صالح کے بارے میں فرمایا ﴿كَذَّبَتْ ثَمُوْدِ ن الْمُرْسَلِيْنَ إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوْهُمْ صَالِحٌ أَلا تَتَّقُون إِنِّي لَكُمْ رَسُوْلٌ أَمِيْنٌ فَاتَّقُوْا اللّٰهَ وَأَطِيْعُوْنِ وَمَا أَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَى رَبِّ الْعَالَمِيْنَ أَتُتْرَكُوْنَ فِيْ مَا هٰهُنَا آمِنِيْنَ فِيْ جَنَّاتٍ وَّعُيُوْنِ وَزُرُوْعِ نَخْلٍ طَلْعُهَا هَضِيْمٌ تَنْحِتُوْنَ مِنَ الْحِبَالِ بُيُوْتاً فَرِهِيْنَ فَاتَّقُوْا اللّٰهَ وَأَطِيْعُوْنِ وَلَا تُطِيْعُوْا أَمْرَ الْمُسْرِفِيْنَ الَّذِيْنَ يُفْسِدُوْنَ فِيْ الارْضِ وَ لَا يُصْلِحُوْنَ﴾[الشعراء:۱۴۱تا۱۵۲]

ترجمہ: ثمودیوں نے بھی رسولوں کو جھٹلایا جبکہ ان سے ان کے بھائی صالح نے کہا کہ کیا تم ڈرتے نہیں میں تمہارا امانتدار پیغمبر ہوں پس اللہ سے ڈرو اور میرا کہا مانو میں اس پر تم سے کوئی اجرت طلب نہیں کرتا میرا ثواب تو تمام

جہانوں کے پروردگار کے پاس ہی ہے کیا ان چیزوں میں جو یہاں ہیں تم امن کے ساتھ چھوڑ دیئے جاؤ گے یعنی ان باغوں اوران چشموں میں اوران کھیتوں اور ان کھجوروں کے باغوں میں جنت کے شگوفے نرم و نازک ہیں اورتم پہاڑوں کوتراش تراش کر پرتکلف مکانات بنار رہے ہو پس اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو بے باک حد سے گزر جانے والوں کی اطاعت سے باز آجاؤ جو ملک میں فساد پھیلا رہے ہوں اور اصلاح نہیں کرتے لہٰذا اللہ تعالی کے متعلق ان امور کی وضاحت کردی کہ وہی رب العالمین ہے ،اسی نے ان کونعمتیں عنایت کی ہیں پس اِن کے اوپراس کی جانب رجوع کرنا ،اس کے رسول صالح کی تصدیق کرنا اوراس کی لائی ہوئی شریعت کی طاعت کرنا واجب تھا اوران کی ذمہ داری تھی کہ زمین میں فساد کرنے والوں ،زیادتی کرنے والوں کی اطاعت نہ کریں مگرانہوں نے اس کی کوئی پرواہ نہ کی اوراس نصیحت کے اوپرکوئی توجہ نہ دی بلکہ وہ اپنی سرکشی ،اپنی گمراہی اور اپنے کفر پر جمے رہے یہاں تک کہ اللہ نے ان کو چنگھاڑ

اور چیخ کے ذریعہ ہلاک کردیا ہم اللہ تعالی سے حسنِ عاقبت کا سوال کرتے ہیں.

اللہ تعالی نے اپنے خلیل ابراہیم کے بارے میں کچھ اوصاف کا ذکر کیا اور انہوں نے اپنی قوم کو بتایا کہ وہ اللہ کی طرف رجوع کریں اور اس کی عبادت کریں اور اس کی تعظیم کریں جیسا کہ اللہ تعالی نے سورہ شعراء کے اندر فرمایا

﴿وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ إِبْرَاهِيمَ إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ مَا تَعْبُدُونَ قَالُوا نَعْبُدُ أَصْنَاماً فَنَظَلُّ لَهَا عَاكِفِينَ قَالَ هَلْ يَسْمَعُونَكُمْ إِذْ تَدْعُونَ أَوْ يَنْفَعُونَكُمْ أَوْ يَضُرُّونَ﴾ [الشعراء:۶۹ تا۷۳]

ترجمہ: انہیں [ابراہیم علیہ السلام] کا واقعہ بھی سنادو جبکہ انہوں نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے فرمایا کہ تم کس کی عبادت کرتے ہو انہوں نے جواب دیا کہ عبادت کرتے ہیں بتوں کی ہم تو برابر ان کے مجاور بنے بیٹھے ہیں آپ نے فرمایا کہ جب تم انہیں پکارتے ہو تو کیا وہ سنتے بھی ہیں یا تمہیں نفع نقصان بھی پہنچا سکتے ہیں.

یہاں یہ بات محلِ غور ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے سامنے واضح کیا کہ یہ بت عبادت کے لئے درست نہیں کیونکہ یہ سنتے نہیں، پکارنے والے کی بات قبول نہیں کرسکتے، نفع ونقصان نہیں پہونچا سکتے کیونکہ یہ جماد[بے جان] ہیں، انہیں پکارنے والوں کی ضرورتوں اوران کی مرادوں کا احساس نہیں، ان کی ضرورتوں کی معلومات نہیں لہٰذا اللہ کے علاوہ کو کیسے پکارا جائے؟ اسی لئے انہوں نے فرمایا﴿قَالَ هَلْ يَسْمَعُونَكُمْ إِذْ تَدْعُونَ أَوْ يَنفَعُونَكُمْ أَوْ يَضُرُّونَ ﴾[الشعراء:۷۲-۷۳]

آپ نے فرمایا کہ جب تم انہیں پکارتے ہوتو کیا وہ سنتے بھی ہیں یا تمہیں نفع نقصان بھی پہنچا سکتے ہیں.

انہوں نے کیا جواب دیا حیران ہوگئے اور جواب نہ دے سکے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ یہ معبودان کوئی نفع نہیں دے سکتے اورنقصان نہیں پہونچا سکتے اور پکارنے والے کی پکارکوسن نہیں سکتے اورقبول نہیں کرسکتے.

اسی لئے انہوں نے کہا﴿بَلْ وَجَدْنَا آبَاءَ نَا كَذَالِكَ يَفْعَلُونَ﴾ [

الشعراء:٧٤]

ترجمہ: [ہم کچھ نہیں جانتے] ہم نے تو اپنے باپ دادوں کو اسی طرح کرتے پایا اورانہوں نے یہ نہیں کہا کہ یہ سنتے ہیں، نفع پہونچاتے ہیں، یا نقصان پہونچا سکتے ہیں، بلکہ وہ جواب نہ دے سکے اور انہوں نے حیرت اور مبنی بر شک جواب دیا بلکہ اعتراف کیا کہ یہ معبود عبادت کے لئے موزوں نہیں ہیں پس انہوں نے کہا ﴿بَلْ وَجَدْنَا آبَاءَ نَا كَذَالِكَ يَفْعَلُوْنَ﴾ [الشعراء:٧٤]

ترجمہ: [ہم کچھ نہیں جانتے] ہم نے تو اپنے باپ دادوں کو اسی طرح کرتے پایا.

یعنی ہمیں غور وفکر کئے بغیر ان کے راستے پر چلنے دیجئے اور اس دوسری آیت میں اللہ تعالی کے قول کا مفہوم ہے ﴿إِنَّا وَجَدْنَا آبَاءَ نَا عَلَى أُمَّةٍ وَأَنَا عَلَى آثَارِهِمْ مُقْتَدُوْنَ﴾ [الزخرف:٢٣]

ترجمہ: [نہیں نہیں] بلکہ یہ تو کہتے ہیں کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو ایک

مذہب پر پایا اور ہم انہی کے نقش قدم پر چل کر راہ یافتہ ہیں یہ ان کا خبیث اور ملعون طریقہ ہے جو انہوں نے اختیار کیا اور اس سے دلیل پکڑی اور اس کے اوپر چلے ہم اللہ تعالی سے سلامتی چاہتے ہیں پھر خلیل نے ان سے فرمایا

﴿قَالَ أَفَرَءَيْتُم مَّا كُنتُمْ تَعْبُدُونَ أَنتُمْ وَآبَاؤُكُمُ الْأَقْدَمُونَ فَإِنَّهُمْ عَدُوٌّ لِّي إِلَّا رَبَّ الْعَالَمِينَ﴾[الشعراء:۷۵تا۷۷]

ترجمہ: آپ نے فرمایا کچھ خبر بھی ہے جنہیں تم پوج رہے ہو تم اور تمہارے اگلے باپ دادا وہ سب میرے دشمن ہیں بجز سچے اللہ تعالیٰ کے جو تمام جہان کا پالنہار ہے.

اس سے ان کی مراد یہ ہے کہ ان کے معبودان بت ہیں اور اسی لئے فرمایا﴿فَإِنَّهُمْ عَدُوٌّ لِّي إِلَّا رَبَّ الْعَالَمِينَ﴾[الشعراء:۷۷]

ترجمہ: وہ سب میرے دشمن ہیں بجز سچے اللہ تعالیٰ کے جو تمام جہان کا پالنہار ہے لہٰذا ان کا فرمان[إِلَّا رَبَّ الْعَالَمِينَ]اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ ابراہیم جانتے تھے کہ وہ اللہ کی عبادت کرتے تھے اور اس کے ساتھ غیروں

کی عبادت کرتے تھے اسی لئے انہوں نے اپنے رب کو مستثنیٰ کیا مگران کے بیچ اور رسولوں کے بیچ مرکزِ اختلاف دیگر معبودوں کو چھوڑ کر تنہا اللہ کی عبادت کے متعلق تھا.

پھراس کے بعد رب کی صفات کو بیان کرتے ہوئے فرمایا ﴿اَلَّذِيْ خَلَقَنِيْ فَهُوَ يَهْدِيْنْ وَالَّذِيْ هُوَ يُطْعِمُنِيْ وَيَسْقِيْنِ وَإِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ وَالَّذِيْ يُمِيْتُنِيْ ثُمَّ يُحْيِيْنْ﴾ الشعراء:۷۸تا۸۱]

ترجمہ: جس نے مجھے پیدا کیا ہے اور وہی میری رہبری فرماتا ہے وہی ہے جو مجھے کھلاتا پلاتا ہے اور جب میں بیمار پڑ جاؤں تو مجھے شفا عطا فرماتا ہے اور وہی مجھے مار ڈالے گا پھر زندہ کرے گا.

یہ سب رب کے افعال ہیں، بیماروں کو شفا دیتا ہے، مارتا ہے، جلاتا ہے، کھلاتا اور پلاتا ہے اور جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور وہ اللہ وجود میں لانے والا، گناہوں کی بخشش پر قادر اور عیوب کی پردہ پوشی کرنے والا ہے اسی لئے وہ اپنے بندوں کی عبادت کا مستحق ہے اور اس کے سوا کی عبادت باطل

ہے کیونکہ وہ تو نہ پیدا کرسکتے ہیں اور نہ روزی دیتے ہیں نہ نفع نقصان پہونچا سکتے ہیں اور نہ ہی غیبیات جانتے ہیں اور اپنے پکارنے والے کے لئے کوئی نفع ونقصان پیش نہیں کرسکتے، جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا ﴿ذَالِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ مَا يَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِيْرٍ إِنْ تَدْعُوْهُمْ لَا يَسْمَعُوْا دُعَاءَ كُمْ وَلَوْ سَمِعُوْا امَا سْتَجَابُوْا لَكُمْ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكْفُرُوْنَ بِشِرْكِكُمْ﴾ [فاطر:۱۳-۱۴]

ترجمہ: یہی ہے اللہ تم سب کا پالنے والا اسی کی سلطنت ہے جنہیں تم اس کے سوا پکار رہے ہو وہ تو کھجور کی گٹھلی کے چھلکے کے بھی مالک نہیں اگر تم انہیں پکارو تو وہ تمہاری پکار سنتے ہی نہیں اور اگر [بالفرض] سن بھی لیں تو فریادرسی نہیں کریں گے بلکہ قیامت کے دن تمہارے اس شرک کا صاف صاف انکار کرجائیں گے.

اللہ تعالی نے ان کی عاجزی کو بیان کیا اور بتایا کہ اللہ کے علاوہ کے اوروں کو پکارنا اللہ کے ساتھ شرک ہے اور اسی لئے اس نے فرمایا ﴿ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ

يَكْفُرُوْنَ بِشِرْكِكُمْ﴾ [فاطر:۱۴]

بلکہ قیامت کی دن تمہارے اس شرک کا صاف صاف انکار کر جائیں گے پس اللہ تعالی نے ان تمام معبودوں کی عاجزی کو بیان کیا اور بتلایا کہ انہوں نے اس دعا اور پکار سے اللہ کے ساتھ شرک کیا ہے اور یہاں فرمایا کہ﴿وَالَّذِيْ أَطْمَعُ أَنْ يَغْفِرَلِيْ خَطِيْئَتِيْ يَوْمَ الدِّيْنْ ﴾[الشعراء:۸۲]

اور جس سے امید بندھی ہوئی ہے کہ وہ روز جزا میرے گناہوں کو بخش دے گا.

یعنی میں چاہتا ہوں کہ اللہ تعالی قیامت کے روز میرے گناہوں کو بخش دے پس وہ دنیا میں نفع پہونچانے والا اور آخرت میں نجات دینے والا ہے اور یہ بت نہ تو دنیا میں نفع نقصان پہونچا سکتے ہیں اور نہ ہی آخرت میں بلکہ یہ نقصان پہنچائیں گے اور اسی لئے ابراہیم خلیل نے فرمایا کہ ﴿وَالَّذِيْ أَطْمَعُ أَنْ يَغْفِرَلِيْ خَطِيْئَتِيْ يَوْمَ الدِّيْنْ رَبِّ هَبْ لِيْ حُكْمًا

وَأَلْحِقْنِي بِالصَّالِحِيْنَ وَاجْعَلْ لِيْ لِسَانَ صِدْقٍ فِيْ الْآخِرِيْنَ وَاجْعَلْنِيْ مِنْ وَرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِيْمِ ﴾[الشعراء۸۲تا۸۵]

اور جس سے امید بندھی ہوئی ہے کہ وہ روز جزا میں میرے گناہوں کو بخش دے گا اے میرے رب! مجھے قوتِ فیصلہ عطا فرما اور مجھے نیک لوگوں میں ملا دے اور میرا ذکر خیر پچھلے لوگوں میں بھی باقی رکھ مجھے نعمتوں والی جنت کے وارثوں میں سے بنادے.

یہ آیات ایمان بالآخرت پر دلالت کرتی ہیں اور اسی کی دعوت دے رہی ہیں اور بندوں کو بتارہی ہیں کہ آخرت کی جانب پلٹ کے ضرور جانا ہے اور وہاں حساب وکتاب ہوگا اور اسی لئے اس کے بعد فرمایا ﴿وَاجْعَلْنِيْ مِنْ وَرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِيْمِ وَاغْفِرْ لِأَبِيْ إِنَّهُ كَانَ مِنَ الضَّالِّيْنَ﴾[الشعراء:۸۵-۸۶]

مجھے نعمتوں والی جنت کے وارثوں میں سے بنادے اور میرے باپ کو بخش دے یقیناً وہ گمراہوں میں سے تھا اس کی حالت سے واقف ہونے سے قبل اس کے حق میں مغفرت کی دعا کی پس جب اس کی حالت سے آگاہ ہوگئے تو

اس سے براءت ظاہر کی جیسا کہ سورہ عنکبوت میں ہے﴿ وَإِبْرَاهِيمَ إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاتَّقُوهُ ذَالِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنتُمْ تَعْلَمُونَ إِنَّمَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ أَوْثَاناً وَتَخْلُقُونَ إِفْكاً إِنَّ الَّذِينَ تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ لَا يَمْلِكُونَ لَكُمْ رِزْقاً فَابْتَغُوا عِنْدَ اللَّهِ الرِّزْقَ وَاعْبُدُوهُ وَاشْكُرُوا لَهُ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴾ [العنکبوت ۱۶-۱۷:]

اور ابراہیم [علیہ السلام] نے بھی اپنی قوم سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس سے ڈرتے رہو اگر تم میں دانائی ہے تو یہی تمہارے لیے بہتر ہے تم تو اللہ تعالیٰ کے سوا بتوں کی پوجا پاٹ کرر ہے ہو اور جھوٹی باتیں دل سے گھڑ لیتے ہو سنو! جن جن کی تم اللہ تعالیٰ کے سوا پوجا پاٹ کرر ہے ہو وہ تو تمہاری روزی کے مالک نہیں پس تمہیں چاہیئے کہ تم اللہ تعالیٰ سے ہی روزیاں طلب کرو اور اسی کی عبادت کرو اور اسی کی شکر گزاری کرو اور اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے.

لہذا اللہ تعالی نے بیان کیا کہ عبادت اللہ کا حق ہے اور اس کی عبادت کرنا اور اس کا تقوی اختیار کرنا واجب ہے اور جو کچھ انہوں نے کیا ہے سوائے تہمت کے کوئی اور شئے نہیں ہے اور ان کے معبودان کے لئے کبھی بھی رزق کا انتظام نہیں کر سکتے جس طرح ان کو نفع ونقصان نہیں پہونچا سکتے پس یہ ان کو روزی نہیں دے سکتے بلکہ اللہ تعالی ہی رزاق ہے اور اسی لئے فرمایا

﴿فَابْتَغُوْا عِنْدَ اللّٰهِ الرِّزْقَ وَاعْبُدُوْهُ﴾ [العنکبوت:۱۷]

لہذا تمہیں چاہیے کہ تم اللہ تعالیٰ سے ہی روزیاں طلب کرو اور اسی کی عبادت کرو.

لہذا اللہ تعالی کی عبادت کی جائے اور ہر ایک کو چھوڑ کر اسی سے رزق طلب کیا جائے اللہ تعالی نے فرمایا ﴿واشْكُرُوْا لَهُ وَ إِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ﴾ [العنکبوت:۱۷]

اور اسی کی شکرگزاری کرو اور اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے.

وہی موجد ہے، وہی ہر چیز کا مالک ہے، ہر چیز کے اوپر قادر ہے، اپنے کمال

انعام کے باعث شکر کا مستحق ہے اور اسی سے رزق طلب کیا جاتا ہے اسی لئے دوسری آیات میں فرمایا ﴿إِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُوْ الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ﴾ [الذاریات:۵۸]

اللہ تعالیٰ تو خود ہی سب کا روزی رساں توانائی والا اور زور آور ہے.

اور اللہ تعالی نے فرمایا ﴿ وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِيْ الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا كُلٌّ فِيْ كِتَابٍ مُّبِيْنٌ﴾ [ہود:٦]

زمین پر چلنے پھرنے والے جتنے بھی جاندار ہیں سب کی روزیاں اللہ تعالیٰ پر ہیں وہی ان کے رہنے سہنے کی جگہ کو جانتا ہے اور ان کے سونپے جانے کی جگہ کو بھی سب کچھ واضح کتاب میں موجود ہے اور یہ آیات دلالت کرتی ہیں کہ اللہ تعالی نے رسولوں کو حکم دیا کہ وہ اس کی جانب بندوں کو متوجہ کریں اور ان کو ان کے خالق سے اور ان کے رازق اور ان کے معبود سے آشنا کریں اس پر دلالت کرنے والی قرآنی آیات بہت ہیں غور کرنے والوں کے لئے بالکل واضح ہیں ،انبیاء لوگوں میں سب سے زیادہ فصیح اور لوگوں میں سب سے

زیادہ اللہ کو جاننے والے ہوتے ہیں اوراس کی جانب دعوت دینے میں سب سے زیادہ حریص ہوتے ہیں، ان سے زیادہ دعوت پر صبر کرنے والے، اللہ کو ان سے زیادہ جاننے والے اورامتوں کی ہدایت کے حریص ان سے بڑھ کر کوئی اور نہیں ہوتا انھوں نے اللہ کے پیغامات کو مکمل طور پر پہونچایا اور انہوں نے لوگوں کے سامنے خالق کے وجوداوراس کے اسما اورافعال کو بیان کیا اوراسے مفصل بیان کیا تاکہ بندے اپنے پروردگار کو پہچان سکیں اوراس کے اسماء وصفات اور عظیم حقوق کو جان لیں اور علم وبصیرت کے ساتھ اس کی جانب رجوع کرسکیں اوراسی تعلق سے اللہ تعالی نے موسی کے بارے میں بیان کیا.

﴿وَإِذْ نَادَى رَبُّكَ مُوسَىٰ أَنِ ائْتِ الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ قَوْمَ فِرْعَوْنَ أَلَا يَتَّقُونَ قَالَ رَبِّ إِنِّي أَخَافُ أَنْ يُكَذِّبُونِ وَيَضِيقُ صَدْرِي وَلَا يَنْطَلِقُ لِسَانِي فَأَرْسِلْ إِلَىٰ هَارُونَ وَلَهُمْ عَلَيَّ ذَنْبٌ فَأَخَافُ أَنْ يَقْتُلُونِ قَالَ كَلَّا فَاذْهَبَا بِآيَاتِنَا إِنَّا مَعَكُمْ مُسْتَمِعُونَ فَأْتِيَا فِرْعَوْنَ

فَقُوْلاَ إِنَّا رَسُوْلُ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ﴾[الشعراء۱۰تا۱۶]

اور جب آپ کے رب نے موسیٰ[علیہ السلام] کوآواز دی کہ تو ظالم قوم کے پاس جا قوم فرعون کے پاس کیا وہ پرہیزگاری نہ کریں گے موسیٰ[علیہ السلام] نے کہا میرے پروردگار! مجھے تو خوف ہے کہ وہ کہیں مجھے جھٹلا[نہ] دیں اور میرا سینہ تنگ ہورہا ہے میری زبان چل نہیں رہی پس تو ہارون کی طرف بھی[وحی] بھیج اوران کا مجھ پر میرے ایک قصور کا[دعویٰ] بھی ہے مجھے ڈر ہے کہ وہ کہیں مجھے مار نہ ڈالیں جناب باری نے فرمایا! ہرگز ایسا نہ ہوگا تم دونوں ہماری نشانیاں لے کر جاؤ ہم تو سننے والے تمہارے ساتھ ہیں تم دونوں فرعون کے پاس جا کر کہو کہ بلا شبہ ہم رب العالمین کے بھیجے ہوئے ہیں.

اس نے حکم دیا کہ اس کو بیان کریں کہ وہ رب العالمین کے رسول ہیں تا کہ نصحیت پکڑے اور حق کی جانب رجوع کرے مگر اس نے نصیحت نہ پکڑی بلکہ اس سے اعراض کیا اور﴿ قَالَ أَلَمْ نُرَبِّکَ فِیْنَا وَلِیْداً وَلَبِثْتَ فِیْنَا

مِنْ عُمُرِکَ سِنِيْنَ وَفَعَلْتَ فَعْلَتَکَ الَّتِیْ فَعَلْتَ وَأَنْتَ مِنَ الْكَافِرِيْنَ قَالَ فَعَلْتُهَا إِذًا وَأَنَا مِنَ الضَّالِّيْنَ فَفَرَرْتُ مِنْكُمْ لَمَّا خِفْتُكُمْ فَوَهَبَ لِي رَبِّي حُكْماً وَجَعَلَنِي مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ وَتِلْكَ نِعْمَةٌ تَمُنُّهَا عَلَيَّ أَنْ عَبَّدْتَّ بَنِي إِسْرَائِيْلَ قَالَ فِرْعَوْنُ وَمَا رَبُّ الْعَالَمِيْنَ قَالَ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَ الأَرْضِ وَ مَا بَيْنَهُمَا إِنْ كُنْتُمْ مُوْقِنِيْنَ قَالَ لِمَنْ حَوْلَهُ أَلا تَسْتَمِعُوْنَ قَالَ رَبُّكُمْ وَرَبُّ آبَائِكُمُ الْأَوَّلِيْنَ قَالَ إِنَّ رَسُوْلَكُمُ الَّذِيْ أُرْسِلَ إِلَيْكُمْ لَمَجْنُوْنٌ قَالَ رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَ مَا بَيْنَهُمَا إِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ﴾

[الشعراء:۱۸تا۲۸]

فرعون نے کہا کیا ہم نے تجھے تیرے بچپن کے زمانہ میں اپنے ہاں نہیں بلایا تھا؟ اور تو نے اپنی عمر کے بہت سے سال ہم میں نہیں گزارے؟ پھر تو اپنا وہ کام کر گیا اور تو ناشکروں میں ہے [حضرت] موسیٰ [علیہ السلام] نے جواب دیا کہ میں نے اس کام کو اس وقت کیا تھا جبکہ میں راہ بھولے ہوئے

لوگوں میں سے تھا پھر تم سے خوف کھا کر میں تم سے بھاگ گیا پھر مجھے میرے رب نے حکم وعلم عطا فرمایا اور مجھے اپنے پیغمبروں میں سے کر دیا مجھ پر تیرا کیا یہی وہ احسان ہے؟ جسے تو جتا رہا ہے کہ تو نے بنی اسرائیل کو غلام بنا رکھا ہے فرعون نے کہا رب العالمین کیا [چیز] ہے؟ [حضرت] موسیٰ [علیہ السلام] نے فرمایا وہ آسمانوں اور زمین اور ان کے درمیان کی تمام چیزوں کا رب ہے اگر تم یقین رکھنے والے ہو فرعون نے اپنے اردگرد والوں سے کہا کہ کیا تم سن نہیں رہے؟ حضرت] موسیٰ [علیہ السلام] نے فرمایا وہ تمہارا اور تمہارے اگلے باپ دادوں کا پروردگار ہے فرعون نے کہا لوگو] تمہارا یہ رسول جو تمہاری طرف بھیجا گیا ہے یہ تو یقیناً دیوانہ ہے [حضرت [موسیٰ [علیہ السلام] نے فرمایا! وہی مشرق ومغرب کا اور ان کے درمیان کی تمام چیزوں کا رب ہے اگر تم عقل رکھتے ہو.

یہاں موسیٰ اپنے رب کی صفات کو بیان کر رہے ہیں اور بتلا رہے ہیں کہ وہ دونوں جہان کا رب ہے، آسمانوں اور زمین کا رب اور ان کے درمیان

موجود سبھی چیزوں کا رب ہے، پوری مخلوقات کا رب ہے، مشرق اور مغرب کا رب ہے تا کہ اللہ کے دشمن کو ان صفات کا پتہ چلے اور وہ حق اور درستگی کی طرف پلٹ آئے مگر اللہ کے علم میں یہ بات گزر چکی ہے کہ اس کو اپنی طغیانی اور گمراہی پر برقرار رہنا ہے اور اس کو اپنے کفر وعناد پر مرنا ہے ہم اللہ تعالی سے عافیت چاہتے ہیں.

اور اللہ تعالی نے موسی اور ہارون کے بارے میں بیان کیا کہ وہ ان کے ساتھ ہے سنتا ہے اور دیکھتا ہے اور وہی ان دونوں کا نگراں اور ان کا معین ومددگار رہے، اسی لئے ان دونوں نے اس سرکش، جابر مغرور بادشاہ کو دعوت دینے کا اقدام کیا جس نے کہا کہ ﴿أَنَا رَبُّكُمُ الْأَعْلَىٰ﴾ [النازعات ۲۴:]

میں تمہارا سب سے بڑا رب ہوں لہٰذا اس نے ان دونوں کو اس کے شر اور اس کے مکر سے محفوظ رکھا اور اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ سب کچھ اللہ کی حفاظت اور اس کا اپنے نبیوں ارو رسولوں پر توجہ دینے کی وجہ سے ہوا ایک

مغرور سرکش شخص ملعون بادشاہ اپنے آپ کے لئے رب العالمین کا دعوی کررہا ہے اس کے باوجود بھی ان دونوں نے اس کو دعوت دینے اور اس کے سامنے حق کو واضح کرنے کا اقدام کیا اور یہ کہ اس کے اوپر واجب ہے کہ وہ اللہ کی طرف رجوع کرے مگر اس نے غرور وتکبر سے کام لیا پھر اس نے اپنے یہاں تمام جادوگروں کو جمع کیا یہاں تک کہ اللہ تعالی نے اس کے مکر کو باطل قرار دے دیا اور اس کی کمزوری کو ظاہر کر دیا اور موسی اور ہارون کی اس کے خلاف اور اس کے جادوگروں کے خلاف مدد فرمائی، پھر جب وہ سرکشی پر تلا رہا تو انجام یہ ہوا کہ اللہ نے اس کو اس کے تمام لشکریوں سمیت غرقاب کر دیا اور موسی اور ہارون اور ان کے ساتھ موجود اسرائیلیوں کو نجات بخشی.

یہ اللہ تعالی کی عظیم نشانیوں میں سے ہے کہ اللہ اپنے دشمنوں سے انتقام لیتا ہے اور اپنے اولیاء کی مدد فرماتا ہے دو شخص جن کے ساتھ سوائے ایک جماعت کے جو کہ فرعون کے غلام ہیں کوئی بھی نہیں، وہ ان کے بیٹوں کو ذبح کرتا ہے اور ان کی عورتوں کو زندہ چھوڑتا ہے اور ان کو دردناک اذیت

پہونچا تا ہے یہ دونوں اس جابر بادشاہ کے پاس دعوت دینے اور اس کے سامنے حق کو بیان کرنے ،اس کی موجودہ روش کو باطل گردانئے کے لئے پہونچتے ہیں اور اللہ اس کے ظلم وگرفت سے ان کو بچاتا ہے بلکہ ان دونوں کی مدد فرماتا ہے اور ایسی بات کہتے ہیں جس سے اس کے اوپر حجت قائم ہوجائے اسی لئے دوسری آیت میں فرمایا﴿قَالَ فَمَنْ رَّبُّكُمَا يٰمُوسٰى قَالَ رَبُّنَا الَّذِيْ أَعْطٰى كُلَّ شَيْءٍ خَلْقَهُ ثُمَّ هَدٰى قَالَ فَمَا بَالُ الْقُرُوْنِ الْأُوْلٰى قَالَ عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّى فِيْ كِتَابٍ لَا يَضِلُّ رَبِّى وَلَا يَنْسَى الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ مَهْداً وَسَلَكَ لَكُمْ فِيْهَا سُبُلًا وَأَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَخْرَجْنَا بِهِ أَزْوَاجاً مِّنْ نَّبَاتٍ شَتّٰى كُلُوْا وَارْعَوْا أَنْعَامَكُمْ إِنَّ فِيْ ذَالِكَ لَآيَاتٍ لِّأُوْلِي النُّهٰى مِنْهَا خَلَقْنَاكُمْ وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً أُخْرىٰ﴾ [طہ:۴۹ تا ۵۵]

فرعون نے پوچھا کہ اے موسیٰ! تم دونوں کا رب کون ہے؟ جواب دیا کہ ہمارا

رب وہ ہے جس نے ہر یک کو اس کی خاص صورت ،شکل عنایت فرمائی پھر راہ سمجھا دی اس نے کہا اچھا یہ تو بتاؤ اگلے زمانے والوں کا حال کیا ہونا ہے؟ جواب دیا کہ ان کا علم میرے رب کے ہاں کتاب میں موجود ہے نہ تو میرا رب غلطی کرتا ہے نہ بھولتا ہے ،اسی نے تمہارے لئے زمین کو فرش بنایا ہے اور اس نے تمہارے چلنے کے راستے بنائے ہیں اور آسمان سے پانی بھی وہی برساتا ہے پھر اس برسات کی وجہ سے مختلف قسم کی پیداوار بھی ہم ہی پیدا کرتے ہیں تم خود کھاؤ اور اپنے چوپایوں کو بھی چراؤ کچھ شک نہیں کہ اس میں عقلمندوں کے لئے بہت سی نشانیاں ہیں اسی زمین سے ہم نے تمہیں پیدا کیا اور اسی میں پھر واپس لوٹائیں گے اور اسی سے پھر دوبارہ تم سب کو نکال کھڑا کریں گے.

مقصد یہ ہے کہ رسولوں نے حق کو بیان کیا اور اسے واضح کیا اور رب کے اسماء اور اس کی ان صفات کو بیان کیا جو اس کے عظیم قدرت اور اس کے مستحقِ عبادت ہونے پر دلالت کرتی ہیں اور یہ کہ وہی خالق و مالک رازق جلانے

والا اور مارنے والا ہر چیز کی تدبیر کرنے والا ہے اور بیان کیا کہ اللہ کا علو اور اس کی فوقیت اس کے مخلوق کے اوپر ہے.

اسی لئے فرعون نے اپنے وزیر ہامان سے کہا ﴿ إِبْنِ لِيْ صَرْحاً لَّعَلِّيْ أَبْلُغُ الْأَسْبَابَ أَسْبَابَ السَّمٰوَاتِ فَأَطَّلِعَ إِلٰى إِلٰهِ مُوْسٰى ﴾ [غافر ٣٦-٣٧:]

ترجمہ: فرعون نے کہا کہ اے ہامان! میرے لئے ایک بالا خانہ بنا شاید کہ میں آسمان کے جو دروازے ہیں ان دروتازوں تک پہونچ جاؤں اور موسیٰ کے معبود کو جھانک لوں اس نے خبر دی کہ اللہ تعالی آسمان کے اوپر ہے.

اسی لئے اس سرکش نے یہ قبیح گری ہوئی بات کہی جس کی کوئی قیمت نہیں اور اسی سے متعلق یہ چیز ہے جسے اللہ تعالی نے عیسیٰ اور ان کے حواریوں کے تعلق سے سورہ مائدہ میں بیان کیا ہے بایں طور کہ وہ فرماتا ہے ﴿ إِذْقَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ هَلْ يَسْتَطِيْعُ رَبُّكَ أَنْ يُنَزِّلَ عَلَيْنَا مَائِدَةً مِنَ السَّمَاءِ قَالَ اتَّقُوْا اللّٰهَ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِيْنَ قَالُوْا نُرِيْدُ أَنْ

نَأْكُلَ مِنْهَا وَتَطْمَئِنَّ قُلُوْبُنَا وَنَعْلَمَ أَنْ قَدْ صَدَقْتَنَا وَنَكُوْنَ عَلَيْهَا مِنَ الشَّاهِدِيْنَ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا أَنْزِلْ عَلَيْنَا مَائِدَةً مِّنَ السَّمَاءِ تَكُوْنُ لَنَا عِيْداً لِّأَوَّلِنَا وَآخِرِنَا وَآيَةً مِّنْكَ وَارْزُقْنَا وَأَنْتَ خَيْرُ الرَّازِقِيْنَ قَالَ اللّٰهُ إِنِّيْ مُنَزِّلُهَا عَلَيْكُمْ فَمَنْ يَكْفُرْ مِنْ بَعْدُ مِنْكُمْ فَإِنِّي أُعَذِّبُهُ عَذَاباً لا أُعَذِّبُهُ أَحَداً مِّنَ الْعَالَمِيْنَ﴾[المائدۃ:۱۱۲تا۱۱۵]

ترجمہ: وہ وقت یاد کے قابل ہے جب کہ حواریوں نے عرض کیا کہ اے عیسیٰ بن مریم! کیا آپ کارب ایسا کرسکتا ہے کہ ہم پر آسمان سے ایک دسترخوان نازل فرمادے؟ آپ نے فرمایا کہ اللہ سے ڈرو اگر تم ایمان والے ہو وہ بولے کہ ہم چاہتے ہیں کہ اس میں سے کھائیں اور ہمارے دلوں کو پورا اطمینان ہو جائے اور ہمارا یقین اور بڑھ جائے کہ آپ نے ہم سے سچ بولا ہے اور ہم گواہی دینے والوں میں سے ہو جائیں عیسیٰ بن مریم نے دعا کی کہ اے اللہ! اے ہمارے پروردگار! ہم پر آسمان سے کھانا نازل فرما! کہ وہ

ہمارے لئے یعنی ہم میں جو اول ہیں اور جو بعد کے ہیں سب کے لئے ایک خوشی کی بات ہوجائے اور تیری طرف سے ایک نشانی ہوجائے اور تو ہم کو رزق عطا فرمادے اور تو سب عطا کرنے والوں سے اچھا ہے حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ میں وہ کھانا تم لوگوں پر نازل کرنے والا ہوں پھر جو شخص تم میں سے اس کے بعد ناحق شناسی کرے گا تو میں اس کو ایسی سزا دوں گا کہ وہ سزا دنیا جہان والوں میں سے کسی کو نہ دوں گا ان آیات میں اللہ کی قدرت کا تھوڑا سا بیان ہے یہ کہ وہ اللہ ہر چیز کے اوپر قادر ہے اور وہ بلندی میں ہے کیونکہ نزول اوپر سے نیچے کی جانب ہوتا ہے پس دسترخوان اتارنا اور اس کے اتارنے کو طلب کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ قوم اپنے رب کو بلندی میں جانتی ہے پس یہ اللہ کو بہت جاننے والے ہیں اور جہمیہ اور ان کے مشابہین سے کہیں زیادہ جاننے اے لے ہیں جنہوں نے انکار کیا پس حواریوں نے اسے طلب کیا اور عیسیٰ نے ان سے اس کو بیان کیا.

اسی لئے فرمایا: ﴿إِنِّي مُنَزِّلُهَا عَلَيْكُمْ﴾ [المائدة: ۱۱۵] وہ کھانا میں تم پر

نازل کرنے واا ہوں.

لہٰذا یہ دلیل ہے کہ ہمارا رب اوپر سے طلب کیا جاتا ہے اور وہ آسمانوں کے اوپر بلندی پر ہے اور تمام مخلوقات سے اوپر عرش کے اوپر اس طرح مستوی ہے جو اس کے شایان شان ہے اس کی کوئی بھی صفت مخلوق کے مشابہ نہیں ہے.

اس مفہوم کی وضاحت کرنے والی قرآنی آیات بہت ساری ہیں جو واضح کرتی ہیں کہ اللہ تعالی اپنی مخلوق کے اوپر ہے اور انہیں میں سے وہ آیاتِ سبعہ ہیں جن کا ذکر قرآن کریم میں ہے اور انہیں میں سے یہ آیت ہے ﴿إِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ فِيْ سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ يُغْشِيْ اللَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهُ حَثِيْثًا وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمُ مُسَخَّرَاتٍ بِأَمْرِهِ أَلا لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ تَبَارَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعَالَمِيْنُ[الاعراف :۵۴]

ترجمہ: بے شک تمہارا رب اللہ ہی ہے جس نے سب آسمانوں اور زمین کو چھ

روز میں پیدا کیا ہے پھر عرش پر قائم ہوا وہ شب سے دن کو ایسے طور پر چھپادیتا ہے کہ وہ شب اس دن کو جلدی سے آلیتی ہے اور سورج اور چاند اور دوسرے ستاروں کو پیدا کیا ایسے طور پر کہ سب اس کے حکم کے تابع ہیں یاد رکھو اللہ ہی کے لئے خاص ہے خالق ہونا اور حاکم ہونا بڑی خوبیوں سے بھرا ہوا ہے اللہ جو تمام عالم کا پروردگار ہے.

اور اس میں اس نے اپنے [صفت] علو کو بیان کر رہا ہے اور یہ کہ وہ خالق رازق ہے اور مخلوق کو پیدا کیا اور ان کے لئے تدبیر کرتا ہے اور وہی رات کو دن پر ڈھانپتا ہے اور وہی آفتاب و ماہتاب کا خالق ہے اور ستاروں کا خالق ہے تاکہ بندے اس کے عظیم شان اور اس کے کمال علم کو جان لیں اور جان لیں کہ وہ اپنی تمام مخلوقات کے اوپر ہے اور وہی عبادت کا مستحق ہے.

اسی قبیل سے اللہ تعالی کا فرمان یہ ہے ﴿وَإِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ أَأَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِي وَأُمِّيَ إِلٰهَيْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قَالَ سُبْحَانَكَ مَا يَكُوْنُ لِي أَنْ أَقُوْلَ مَا لَيْسَ لِي بِحَقٍّ إِنْ كُنْتُ قُلْتُهُ

فَقَدْ عَلِمْتَهُ تَعْلَمُ مَافِي نَفْسِيْ وَلاَ أَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِکَ إِنَّکَ أَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ مَا قُلْتُ لَهُمْ إِلَّا مَا أَمَرْتَنِيْ بِهِ أَنِ اعْبُدُوْا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبُّكُمْ وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْداً مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ كُنْتَ أَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ وَأَنْتَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ إِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُکَ وَإِنْ تَغْفِرْلَهُمْ فَإِنَّکَ أَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ﴾[المائدۃ:۱۱۶تا۱۱۸]

اور وہ قت بھی قابل ذکر ہے جب کہ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اے عیسیٰ بن مریم! کیا تم نے ان لوگوں سے کہہ دیا تھا کہ مجھ کو اور میری ماں کو بھی علاوہ اللہ کے معبود قرار دے لو عیسیٰ عرض کریں گے کہ میں تو تجھ کو منزہ سمجھتا ہوں مجھ کو کسی طرح زیبا نہ تھا کہ میں ایسی بات کہتا جس کے کہنے کا مجھ کو کوئی حق نہیں اگر میں نے کہا ہوگا تو تجھ کو اس کا علم ہوگا تو تو میرے دل کے اندر کی بات بھی جانتا ہے اور میں تیرے نفس میں جو کچھ ہے اس کو نہیں جانتا تمام عیبوں کا جاننے والا تو ہی ہے میں نے ان سے اور کچھ نہیں کہا مگر صرف وہی جو تو نے

مجھ سے کہنے کو فرمایا تھا کہ تم اللہ کی بندگی اختیار کرو جو میرا رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے میں ان پر گواہ رہا جب تک میں ان میں رہا پھر جب تو نے مجھ کو اٹھا لیا تو تو ہی ان پر مطلع رہا اور تو ہر چیز کی پوری خبر رکھتا ہے اگر تو ان کو سزا دے تو یہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو ان کو معاف فرما دے تو زبردست ہے حکمت والا ہے.

دیکھئے کیسے انہوں نے ان عظیم صفتوں کو اللہ کے لئے بیان کیا جو ہر ایک کو چھوڑ کر تنہا ان کی عبادت کا سبب ہیں اور وہی غیب جاننے والا ہے اور وہی غالب حکمت والا ہے اور وہی اپنے بندوں پر نگراں اور ان کے اوپر گواہ ہے اور وہ اپنے نبی عیسیٰ کے دل کی بات کو جانتا ہے اور عیسیٰ اس کے دل کی بات کو نہیں جانتے ہیں.

اور اس میں صفات کے اثبات کی دلیل ہے اور انبیاء نے اللہ کے اسماء اور ان کی صفتوں کو اسی طرح بیان کیا ہے جو اس کے شایان شان ہے اور وہ اس چیز سے متصف ہے کہ اس کا ایک نفس ہے جو اس کے شایان شان ہے اور

مخلوقات کے نفوس کے مشابہ نہیں ہے جیسا کہ اس کا چہرہ ہے، اس کا ہاتھ ہے ، اس کا پاؤں ہے، اس کی انگلیاں ہیں جو مخلوق کے مشابہ نہیں ہیں ان میں سے کچھ کا بیان کتاب عزیز (قرآن) میں آیا ہوا ہے اور چہرہ ہاتھ پاؤں اور انگلیوں کا ذکر سنتِ مطہرہ میں آیا ہوا ہے یہ سب اس بات کی دلیل ہیں کہ وہ اللہ صفاتِ کمال سے متصف ہے اور ان میں سے کسی سے بھی اس کا مخلوق کے مشابہ ہونا لازم نہیں آتا ہے اور اسی لئے اللہ تعالی نے فرمایا ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ﴾ [الشوری:۱۱]

اس جیسی کوئی چیز نہیں وہ سننے اور دیکھنے والا ہے.

یہاں اللہ تعالی نے مماثلت کی نفی فرمائی پھر اپنے لئے سمع اور بصر کو ثابت کیا جو اس بات کی دلیل ٹھہری کہ اس کے اسماء و صفات میں کوئی مشابہت نہیں اور ان میں کوئی مماثلت نہیں بلکہ وہ اللہ اپنی ذات اور اپنے اسماء و صفات و افعال کے اندر کامل ہے پس وہ عبادت کئے جانے اور تعظیم کئے جانے کا مستحق ہے اور مخلوقات کی صفتوں میں کمزوری اور نقص پایا جاتا ہے اور اللہ

تعالٰی تو ہر چیز کے اندر کامل ہے پس اس کا علم کامل ہے اور اس کے صفات کامل ہیں اور اس میں شک نہیں کہ مخلوقات کی صفات اس کی صفات کے مماثل کسی بھی صورت میں نہیں ہوسکتی ہیں اور اسی لئے اللہ تعالی نے فرمایا ﴿فَلَا تَضْرِبُوا لِلّٰهِ الْأَمْثَالَ إِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ﴾ [النحل: ۷۴]

پس اللہ تعالیٰ کے لئے مثالیں مت بناؤ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے اور تم نہیں جانتے اور اللہ تعالی نے فرمایا ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ اَللّٰهُ الصَّمَدُ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُ كُفُواً أَحَدٌ﴾ [الاخلاص: ۱ تا ۴]

آپ کہہ دیجئے کہ وہ اللہ تعالیٰ ایک [ہی] ہے اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے نہ اس سے کوئی پیدا ہوا نہ وہ کسی سے پیدا ہوا اور نہ کوئی اس کا ہمسر ہے.

اور اللہ تعالی نے فرمایا ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ﴾ [الشوریٰ: ۱۱]

اس جیسی کوئی چیز نہیں وہ سننے اور دیکھنے والا ہے اہل سنت و جماعت کتاب

اللہ اور صحیح احادیث میں بیان کردہ اللہ کے اسماء اور اس کی صفات کو بغیر کسی تحریف و تعطیل اور کیفیت و مثلیت اور کمی و زیادتی کے اسی طرح ثابت مانتے ہیں جیسا اس کے لئے موزوں ہے بلکہ وہ ان کو اسی طرح ثابت مانتے ہیں جس طرح ان کا بیان ہوا ہے اور ان کو اسی طرح گزار دیتے ہیں جس طرح ان کا ذکر ہوا ہے اس پر ایمان رکھتے ہوئے کہ یہ برحق ہیں اور یہ اللہ کے لئے اسی طرح ثابت ہیں جیسا کہ اللہ کے شایان شان ہے نہ تو اللہ کی صفتیں مخلوق کی صفتوں کے مشابہ ہیں اور نہ ہی مخلوق کی صفتیں اللہ کی صفات کے مشابہ ہیں جیسا کہ اللہ نے فرمایا ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ﴾ [الشوری:١١]

اس جیسی کوئی چیز نہیں وہ سننے اور دیکھنے والا ہے یہ مسائل توحید سے متعلق ہیں جو کہ اہم مسائل ہیں اور اللہ تعالی نے اپنی کتاب عزیز میں اپنے اسماء اور اپنی صفات بیان کی ہیں اور بہت سارے مقام پر ان کو ذکر کیا ہے تا کہ اللہ تعالی کو اس کے بلند ناموں اور اس کی بلند صفات کے ذریعہ اور اس کے عظیم افعال

کے ذریعہ جانا جائے پس اس کے سارے افعال خوبصورت ہیں اور اس کے لئے اسماء حسنیٰ ہیں اور اس کی ساری صفات بلند ہیں اور انھیں سے بندے اپنے رب اور اپنے خالق کو جانتے ہیں لہٰذا یہ بصیرت کے ساتھ اس کی عبادت کرتے ہیں اور اس کی طرف علم کے ساتھ رجوع کرتے ہیں اور وہ ان کی دعا کو سنتا ہے اور پریشان حال کو قبول کرتا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے.

اسی سے اللہ تعالی نے بنواسرائیل میں سے موسیٰ کی قوم کے بارے میں ذکر کیا ہے جب انہوں نے بچھڑے کو پوجا اللہ تعالی نے ان کے امر کے فساد کو واضح کیا اور ان کے کارناموں کی خرابی کو واضح کیا اللہ تعالی نے فرمایا﴿وَاتَّخَذَ قَوْمُ مُوسَى مِنْ بَعْدِهِ حُلِيِّهِمْ عِجْلاً جَسَداً لَهُ خُوَارُ أَلَمْ يَرَوْا أَنَّهُ لا يُكَلِّمُهُمْ وَلا يَهْدِيهِمْ سَبِيلاً اِتَّخَذُوهُ وَكَانُوا ظَالِمِينَ﴾[الاعراف:۱۴۸]

اور موسیٰ [علیہ السلام] کی قوم نے ان کے بعد اپنے زیوروں کا ایک بچھڑا معبود ٹھہرالیا جو کہ ایک قالب تھا جس میں ایک آواز تھی کیا انہوں نے یہ نہ

دیکھا کہ وہ ان سے بات نہیں کرتا تھا اور نہ ان کو کوئی راہ بتلاتا تھا تو اس کو انہوں نے معبود قرار دیا اور بڑی بے انصافی کا کام کیا، اس نے ہم سے بیان کیا کہ مستحق عبادت معبود کے لئے ضروری ہے کہ وہ کلام کرے، وہ سننے والا ہو، دیکھنے والا ہو، راستہ کی رہنمائی کرسکتا ہو، اس کے ہاتھ میں ہر چیز کی قدرت ہو اور ہر چیز کو جانتا ہو اور بچھڑا جس کو پوجا گیا وہ ایک جماد ہے اور یہ عقل کی خرابی ہے کہ جماد تو پکارنے والے کی پکار سن نہیں سکتا اور واضح بات چیت نہیں کرسکتا اور جواب نہیں دے سکتا اور نفع اور نقصان نہیں پہونچا سکتا پس اللہ کو چھوڑ کر کسی اور کی عبادت کیسے کی جاتی ہے اور دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ﴿ أَفَلا يَرَوْنَ أَلَّا يَرْجِعُ إِلَيْهِمْ قَوْلًا وَلَا يَمْلِكُ لَهُمْ ضَرًّا وَلَا نَفْعاً ﴾

ترجمہ: کیا یہ گمراہ لوگ یہ بھی نہیں دیکھتے کہ وہ تو ان کی بات کا جواب بھی نہیں دے سکتا اور نہ ان کے کسی برے بھلے کا اختیار رکھتا ہے. [طہ:۸۹]

یعنی ان کا جواب نہیں دے سکتا اور یَرْجِعُ کا مطلب یَرُدُّ ہے یعنی لوٹانا پس

اگر اللہ تعالی نے آپ کو لوٹا دیا یعنی یہ بچھڑا بات کرنے والے اور مخاطب کرنے والے کی بات کا جواب نہیں دے سکتا اور نفع ونقصان نہیں پہونچا سکتا تو پھر اس کی عبادت کیسے کی جائے اگر عقل سلیم ہے اور اللہ کی کتاب میں یہ مفہوم بکثرت ہے اللہ تعالی نے اپنے بندوں کے لئے بیان کیا ہے کہ وہ اپنے کمال قدرت اور کمال عظمت کی وجہ سے عبادت کا مستحق ہے اور وہ ہر چیز کے اوپر قادر ہے پکارنے والے کی پکار کو سنتا ہے اور ان کی حاجات برآری کرتا ہے اور ان میں سے پریشان حال کی پکار کو قبول کرتا ہے اور نفع ونقصان کا مالک ہے اور جسے چاہتا ہے سیدھے راستہ کی رہنمائی کرتا ہے.

اور اللہ تعالی نے ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا جو کہ مخلوقات کے سردار اور ان میں سب سے بہتر اور رسولوں کے امام ہیں ان کو بھی وہی پیغام دے کر بھیجا جو پیغامات پہلے رسولوں کو دئے تھے یعنی اللہ کی توحید اور اس کی خالص عبادت اور اس کی جانب دعوت اور اس کے اسماء وصفات کی وضاحت اور یہ کہ وہی عبادت کئے جانے کا مستحق ہے پس اس کی دعوت

کامل دعوت ہے اللہ تعالی نے فرمایا؛

﴿قُلْ يَاأَيُّهَا النَّاسُ إِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ إِلَيْكُمْ جَمِيْعاً﴾ [الاعراف: ۱۵۸]

آپ کہہ دیجئے کہ اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ تعالیٰ کا بھیجا ہوا ہوں اور آپ کے اوپر عظیم کتاب نازل فرمائی اور اشرف ترین عظیم ترین اور انتہائی نفع بخش اور جامع کتاب ہے اس کے اندر دلائل توحید بیان کئے اور یہ کہ وہی رب عظیم ہے ہر چیز کے اوپر قادر ہر چیز کا مالک نفع نقصان پہونچانے والا ہے اور اپنے نبی کو بہت ساری آیات میں اس بات کا حکم دیا کہ وہ لوگوں تک یہ پیغام پہونچائیں جس نے قرآن میں غور کیا اس نے اس کو جانا جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا؛

﴿قُلْ مَنْ يَرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ أَمَّنْ يَمْلِكُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَمَنْ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَمَنْ يُدَبِّرُ الْأَمْرَ فَسَيَقُوْلُوْنَ اللّٰهَ فَقُلْ أَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴾ [یونس

[۳۱:

آپ کہئے کہ وہ کون ہے؟ جوتم کوآسمان اورزمین سے رزق پہونچاتا ہے یا وہ کون ہے؟ جوکانوں اورآنکھوں پر پورااختیار رکھتا ہےاورکون ہے جوزندہ کو مردہ سے نکالتا ہے اور مردہ کو زندہ سے نکالتا ہے اورو ہ کون ہے جو تمام کاموں کی تدبیرکرتا ہے؟ ضرور وہ یہی کہیں گے کہ اللہ تو ان سے کہئے کہ پھر کیوں نہیں ڈرتے.

لہٰذا اللہ تعالی نے اپنے نبی کوحکم دیا کہ وہ ان کے اوپر رب کے افعال اوراس کی قدرت سے ان کے توحید عبادت کے انکار کرنے پر حجت قائم کردیں جن کا انہوں نے اعتراف کیا ہے اور یہ کہ وہ جلاتا اور مارتا ہے اور وہ منتظم ورزاق ہے.

مفہوم یہ ہے کہ اگرتم مانتے ہو کہ یہ تمہارا پروردگار ہے جونفع نقصان کا مالک ہےاورامور کی تدبیرکرتا ہےاور جلاتا مارتا اوراپنے بندوں کوروزی دیتا ہےتو پھرکیسے اس کے ساتھ شرک کرنانہیں چھوڑتے تو ہرایک کوچھوڑکرصرف اس

کی عبادت کیوں نہیں کرتے اور اسی تعلق سے اللہ تعالی کا قول ہے ﴿قُلْ لِّمَنِ الْأَرْضُ وَمَنْ فِيهَا إِنْ كُنتُمْ تَعْلَمُونَ سَيَقُولُونَ لِلَّهِ قُلْ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ﴾ [المومنون:۸۴-۸۵]

پوچھئے تو سہی کہ زمین اور اس کی کل چیزیں کس کی ہیں؟ بتلاؤ اگر جانتے ہو فوراً جواب دیں گے کہ اللہ کی کہہ دیجئے کہ پھر تم نصیحت کیوں نہیں حاصل کرتے

اور اس کے بعد کی آیات.

لہٰذا یہ سب اللہ کی طرف سے اپنے رسول محمد کے بدست بندوں کو اس [اللہ] کے حق کی اور اس کے اسماء اور اس کے صفات کی یاد دہانی کرانی ہے، وہی اس بات کا مستحق ہے کہ اس کے کمال قدرت اور اس کے کمال علم اور اس کے کمال احسان کی بنیاد پر اس کی عبادت کی جائے، اور یہ کہ وہی نفع ونقصان پہونچانے والا ہے، اور وہ ہر شئے کے اوپر قادر ہے، اور مشابہت اور مماثلت سے بری ہے اپنے اسماء وصفات میں منفرد ہے.

اسی لئے جب اللہ تعالی نے اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا تو انہوں نے اپنی دعوت کا آغاز گزشتہ رسولوں کی مانند ٹھیک توحید سے کیا پس آپ نے قریش سے کہا کہ اے لوگو! لا الہ الا اللہ کہو کامیاب ہو جاؤ گے.

آپ نے نماز یا زکوۃ کا سب سے پہلے حکم نہیں دیا یا شراب نوشی ترک کرنے یا زنا نہ کرنے کا یا ان جیسے امور کا حکم نہ دیا.

بلکہ ان کے بیچ توحید سے اپنی دعوت کا آغاز کیا کیونکہ یہی بنیاد ہے پس جب بنیاد درست ہوگی تو اس کے بعد کی چیزیں درست ہوں گی.

تو بڑی بنیاد کو لے کر ان کے بیچ دعوت کا آغاز فرمایا یعنی اللہ کی توحید اور خالص اسی کی عبادت کرنا اور اس کے رسولوں کے اوپر ایمان لانے سے.

لہٰذا دین کی بنیاد اور ہر رسول کی شریعت میں دین کی بنیاد اللہ کی توحید اور خالص اسی کی عبادت رہی ہے پس اللہ کی توحید اور اخلاص تمام مسلمانوں کا دین رہا ہے اور یہی ان تمام کی دعوتوں کا خلاصہ، اور ان کی رسالتوں کا مغز رہا ہے جیسا کہ بیان ہو چکا ہے اور جب رسول نے اپنی قوم سے فرمایا کہ

تم لا الہ الا اللہ کہوتو انہوں نے انکار کیا اور اس کو عجیب چیز تصور کیا کیونکہ یہ چیز اوران کے اوران کے آباء کے درمیان محل اختلاف تھی، وہ شرک اور بتوں کی پرستش کی روش پر چل چکے تھے جب سے مکہ کے سردار عمرو بن لحی الخزاعی نے ان کے دین کوتبدیل کر ڈالا تھا کہا جاتا ہے کہ وہ ملک شام گیا اور وہاں پر لوگوں کو بتوں کی پرستش کرتے ہوئے پایا جب وہ مکہ آیا تو لوگوں کو وہاں کے کفار کی تقلید میں بت پرستی کی دعوت دی.

لہٰذا اس نے ان بتوں کو نکالا اور عربوں کے بیچ پھیلایا، انہوں نے ود، سواع، یغوث، یعوق اور نسر کو پوجا جو قوم نوح کے معبود تھے اور یہ سب عربوں کے بیچ معروف ہوگئے اور عمرو بن لحی الخزاعی کی وجہ سے غیر اللہ کی پرستش ہونے لگی پھر انہوں نے دیگر اور بت وغیرہ دیگر تمام قبائل کے لئے حاصل کئے جن کو وہ اللہ کے ساتھ مانتے تھے، ان سے حاجات برآری کا سوال کرتے تھے، اللہ تعالی کے ساتھ معبود قرار دیتے تھے اور مختلف طرح سے ان سے تقرب حاصل کرتے تھے جیسے ذبح نذر پکارنا اور ہاتھ پھیرنا وغیرہ.

اورانہیں میں سے اہل مکہ کا عزیٰ اور اہل مدینہ کا مناۃ اوران کے اردگرد اہل طائف اوران کے اردگرد کے بت اور عربوں کے یہاں بہت سارے بت تھے لہٰذا جب محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی توحید اوران کے معبودوں کو چھوڑنے کی دعوت دی تو انہوں نے اس کا انکار کیا اور کہا کہ ﴿أَجَعَلَ الْآلِهَةَ إِلٰهاً وَاحِداً إِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عُجَابٌ﴾ [ص:۵] کہ اس نے اتنے سارے معبودوں کو ایک ہی معبود کر دیا واقعی یہ بہت عجیب بات ہے اور اللہ تعالی نے سورہ صافات میں فرمایا کہ ﴿إِنَّهُمْ كَانُوْا إِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَهُمْ يَسْتَكْبِرُوْنَ وَيَقُوْلُوْنَ أَئِنَّا لَتَارِكُوْا اٰلِهَتِنَا لِشَاعِرٍ مَّجْنُوْنٍ﴾ [الصافات ۳۵ اور ۳۶]

یہ وہ [لوگ] ہیں کہ جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں تو یہ سرکشی کرتے تھے اور کہتے تھے کہ کیا ہم اپنے معبودوں کو ایک دیوانے شاعر کی بات پر چھوڑ دیں میرے بھائی! آپ دیکھئے کہ کس طرح ان کے اوپر جہالت کا غلبہ ہوا کہ انہوں نے اللہ کی توحید کی دعوت کو ایک عجیب چیز تصور کیا

اوراس سے اعراض کیا اور اسے تعجب سمجھا اوراس کی طرف دعوت دینے والوں سے دشمنی کی یہاں تک کہ ان سے قتال کیا اور معاملہ یہاں تک پہونچا کہ آپ کو قتل کرنے کے لئے متحد ہو بیٹھے پس اللہ تعالی نے ان کے مکر سے آپ کو نجات دی اور آپ ان کے پاس سے ہجرت کر کے مدینہ چلے گئے پھر آپ کو بدر کے روز قتل کرنے کی کوشش کی مگر کامیاب نہ ہوئے اور اُحد کے روز آپ کو قتل کرنے کی پہلے سے زیادہ کوشش کی اللہ تعالی ان کے مکر اوران کی دسیسہ کاری سے کافی ہوا پھر انہوں نے احزاب کے روز دعوت کو جڑ سے مٹانے اور رسول اور صحابہ کو ختم کرنے کی سازش رچی تو اللہ تعالی نے ان کی چال کو باطل کردیا اوران کے اتحاد کو پارہ پارہ کردیا اور اللہ تعالی نے ان کے شر اوران کے مکر سے بچایا اور اپنا دین غالب کیا اور آپ کی دعوت کی تائید کی یہاں تک کہ اللہ تعالی نے آپ کی وفات سے قبل دین کو غالب کر کے اور حق کو بلند کر کے آپ کی آنکھ کو ٹھنڈک پہونچائی اور آپ کے دشمنوں کے خلاف جہاد میں آپ کی مدد فرمائی اور توحید کو زمین کے اندر پھیلنے اور بتوں

اور پتھروں کے خاتمہ پر رمضان سنہ ۸ ہجری میں مکہ کے فتح ہونے کے موقع پر مدد فرمائی اور لوگ اس کے بعد اللہ کا آپ کے ہاتھوں مکہ کے فتح ہو جانے اور اسلام کے اندر قریش کے داخل ہونے سے اللہ کے دین میں فوج در فوج داخل ہونے لگے اور پھر تو عرب پے در پے اسلام میں داخل ہوتے گئے اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اس دعوت کو قبول کرنے لگے جو دعوت اللہ کی توحید کو اپنانے، صرف اسی کی عبادت کرنے اور اس کی شریعت کو لازم پکڑے رہنے کی تھی.

مقصد یہ ہے کہ ہمارے رسول اور ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی بات کی دعوت دی جس کی دعوت نوح کے بعد اور آپ سے پہلے کے انبیاء دے چکے تھے جو دعوت تھی کہ غیر اللہ کو چھوڑ کر تنہا اللہ کی عبادت کی جائے.

یہی آپ کی دعوت کا آغاز تھا اور یہی آپ کی دعوت کا خلاصہ تھا اور یہ ایک اہم واجب اور پہلا فریضہ تھا اور بنو آدم نوح کے زمانہ تک آدم سے لے کر دس صدیوں تک توحید کے اوپر قائم تھے جیسا کہ ابن عباس اور ایک جماعت

کا کہنا ہے پس جب قوم نوح میں شرک کے واقع ہونے کے سبب ان کے بیچ اختلاف ہوگیا تو اللہ تعالیٰ نے رسولوں کو مبعوث فرمایا اللہ تعالی نے فرمایا ﴿كَانَ النَّاسُ أُمَّةً وَاحِدَةً فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيِّيْنَ مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ﴾ [البقرة:۲۱۳]

دراصل لوگ ایک ہی گروہ تھے اللہ تعالیٰ نے نبیوں کو خوشخبریاں دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا.

مطلب یہ ہے کہ لوگ توحید اور ایمان کے اوپر قائم تھے پس اس کے بعد ان میں اختلاف ہوا جیسا کہ سورہ یونس کی ایک دوسری آیت میں ہے ﴿وَمَا كَانَ النَّاس إِلَّا أُمَّةً وَاحِدَةً فَاخْتَلَفُوْا﴾ [یونس:۱۹]

اور لوگ ایک ہی امت تھے پھر انہوں نے اختلاف پیدا کرلیا.

مطلب ہے کہ وہ لوگ توحید اور ایمان کے اوپر برقرار تھے یہی صحیح قول ہے پھر ان کے بیچ شیطان نے ودسواع یغوث یعوق اور نسر کی پرستش کی دعوت دی تو اختلاف پیدا ہوا پس جب قوم نوح میں صالحین کی شان میں غلو کرنے

اوراللہ کو چھوڑ کر شیطان کی پرستش کرنے کی وجہ سے شرک پیدا ہوا تو اللہ تعالی نے ان کی جانب نوح کو مبعوث فرمایا، انہوں نے اللہ کی وحدانیت اور خالص اس کی عبادت کرنے اور اللہ کے ماسوا کی عبادتوں کو ترک کرنے کی دعوت دی.

نوح پہلے رسول ہیں جن کو اللہ تعالی نے زمین والوں کے لئے زمین میں شرک کے واقع ہونے کے بعد بھیجا اور آدم کے تعلق سے کچھ ضعیف احادیث وارد ہیں کہ وہ نبی اور اللہ کے ساتھ گفتگو کرنے والے رسول تھے لیکن یہ اس کی سندوں کے ضعیف ہونے کی وجہ سے قابل اعتماد نہیں ہیں اور اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ اللہ نے ان کی طرف شریعت کی وحی فرمائی اور ان کو ان کے رب کی جانب سے شریعت ملی تھی اور ان کی اولاد اور اس کے بعد کی دس صدیاں-یا جتنا اللہ نے چاہا-ان کی شریعت اور اللہ کی توحید اور خالص اسی کی عبادت پر قائم تھی شرک قوم نوح کے اندر ودسواع یغوث اور یعوق ونسر کی پرستش سے پیدا ہوا.

ابن عباس وغیرہ سے مشہور آثار میں آیا کہ ود سواع یغوث یعوق اور نسر نیک لوگ تھے پس جب وہ ہلاک ہو گئے تو شیطان نے ان کے دلوں میں وسوسہ ڈالا کہ ان کی مجلسوں پر بت نصب کر دو اور ان کو ان کے نام دے دو پس انہوں نے ایسا ہی کیا اور عبادت نہ کی یہاں تک کہ جب یہ لوگ انتقال کر گئے اور علم اٹھ گیا تو غیر اللہ کی عبادت ہونے لگی یعنی جب علم ختم ہو گیا اور اہل بصیرت علماء کی کمی ہو گئی تو شیطان لوگوں کے پاس آیا اور ان سے کہا کہ: ان بتوں کے مجسمے اس لئے بنائے گئے کیونکہ یہ نفع پہونچاتے تھے اور ان کو پکارا جاتا تھا اور ان سے فریاد کی جاتی تھی اور ان سے بارش طلب کی جاتی تھی پس اس سبب سے لوگوں میں شرک پیدا ہوا.

اسی سے پتہ چلا کہ نوح پہلے رسول ہیں جن کو اللہ تعالی نے زمین والوں کی جانب اِن میں شرک پیدا ہو جانے کے بعد بھیجا جیسا کہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں آیا ہوا ہے کہ اہل موقف میں سے قیامت کے روز کچھ لوگ کہیں گے کہ اے نوح! آپ تو پہلے رسول ہیں جن کو اللہ تعالی نے زمین والوں کی

جانب بھیجا پس ہمارے لئے اپنے رب سے سفارش کر دیجئے [الحدیث]
آدم کی نبوت نوح سے پہلے ہے یہ بات بہت سے دلائل کی روشنی میں ثابت ہے اور ابن حبان وغیرہ کے یہاں ابوحاتم کی حدیث میں آیا ہوا ہے کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے رسولوں اور نبیوں کے بارے میں پوچھا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کل نبیوں کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار ہے اور رسول ۳۱۳ ہوئے ہیں اور ابوامامہ کی ایک دوسری روایت میں ہے کہ ۳۱۵ مگر اہل علم کے نزدیک دونوں حدیثیں ضعیف ہیں اور ان کے شواہد ہیں پر وہ بھی ضعیف ہیں جیسا کہ ہم نے ابھی ذکر کیا اور بعض روایات میں ہے کہ آپ نے فرمایا ہزار اور اس سے زیادہ انبیاء اور کچھ روایتوں میں ہے کہ انبیاء کی تعداد تین ہزار ہے اور اس تعلق سے ساری حدیثیں ضعیف ہیں بلکہ ابن الجوزی نے ابوحاتم کی حدیث کو موضوعات میں شمار کیا ہے اور مقصد ہے کہ انبیاء اور رسولوں کی تعداد کے متعلق کوئی خاص تعداد وارد نہیں ہے جس پر اعتماد کیا جائے پس ان کی تعداد کو اللہ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا مگر ان کی ایک

لمبی تعداد ہے اللہ تعالی نے ان کے کچھ قصوں کو بیان کیا ہے اور کسی بالغ حکمت اور بڑے فائدہ کے تحت ان میں سے کچھ رسولوں کے قصوں کو بیان نہیں کیا ہے اور بڑا افائدہ یہ ہے کہ ہم جانیں کہ ان سبھوں نے اللہ کی توحید اور خالص اس کی عبادت کرنے کی دعوت دی اور سب نے اپنی امتوں کو اس کی جانب بلایا پس ان میں سے کچھ نے اس دعوت کو قبول فرمایا اور کچھ نے انکار کردیا اور ان میں سے کچھ کی پیروی تھوڑے ہی لوگوں نے کی اور ان میں سے کچھ کی دعوت کو سرے سے کسی نے قبول ہی نہ کیا جیسا کہ ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بیان کیا ہے.

اور ہمارے نبی ان میں آخری اور ان میں سب سے بہتر نبی ہیں ان کی قوم کے ساتھ جو اختلافات و جھگڑے مکہ میں ہوئے وہ معروف ہیں اور آپ کو اور آپ کے صحابہ کو بڑی تکلیفیں دی گئیں حتی کہ آپ کو قتل کرنے کے درپے ہوئے تو اللہ تعالی نے ان کے بیچ آپ کی مدد کی اور مدینہ میں غزوات اور عظیم جہاد ہوئے اور اللہ تعالی نے آپ کی مدد اور اعانت فرمائی.

اس سے واضح ہوا کہ تمام رسولوں کی دعوت اللہ کی توحید اور خالص اسی کی عبادت رہی ہے اور تمام انبیاء اور رسولوں نے اللہ کی توحید کو اپنانے، خالص اسی کی عبادت کرنے، اس کے اسماء وصفات اور اس کے افعال کے اوپر ایما ن رکھنے کی دعوت دی اور اس بات کی دعوت دی کہ اللہ تعالی اپنی ربوبیت میں اکیلا، اپنے اسماء وصفات میں منفرد اور اپنے ماسوا ہر اعتبار سے مستحق عبادت ہونے میں یگانہ ہے، اس کا مستحق اللہ کے علاوہ کوئی نبی، کوئی فرشتہ ، یا مخلوق میں سے کوئی نیک شخص نہیں ہوسکتا، عبادت اللہ تعالی کا حق ہے اور اس نے مخلوق کو اسی کے لئے پیدا فرمایا اور اسی خاطر رسول بھیجے

﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ﴾ [الذاریت :۵٦]

ترجمہ: میں نے جنات اور انسانوں کو محض اسی لئے پیدا کیا ہے کہ وہ صرف میری عبادت کریں.

اور اللہ تعالی نے فرمایا ﴿وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ أُمَّةٍ رَّسُوْلًا أَنِ اعْبُدُوْا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوْا الطَّاغُوْتَ﴾ [النحل:۳٦]

ترجمہ: ہم نے ہر امت میں رسول بھیجا کہ [لوگو!] صرف اللہ کی عبادت کرو اوراس کے سواتم معبودوں سے بچو.

لہٰذا اللہ کی عبادت اور اس کی توحید کی خاطر مخلوق پیدا کی گئی اور رسول بھیجے گئے اور کتابیں نازل ہوئیں جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا ﴿الٓر كِتَابٌ أُحْكِمَتْ آيَاتُهُ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِن لَّدُنْ حَكِيمٍ خَبِيرٍ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا اللَّهَ إِنَّنِي لَكُم مِّنْهُ نَذِيرٌ وَبَشِيرٌ﴾ [ہود:۱-۲]

الر یہ ایک ایسی کتاب ہے کہ اس کی آیتیں محکم کی گئی ہیں پھر صاف صاف بیان کی گئی ہیں ایک حکیم باخبر کی طرف سے یہ کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت مت کرو میں تم کو اللہ کی طرف سے ڈرانے والا اور بشارت دینے والا ہوں

اور اللہ تعالی نے فرمایا ﴿هَٰذَا بَلَاغٌ لِّلنَّاسِ وَلِيُنذَرُوا بِهِ وَلِيَعْلَمُوا أَنَّمَا هُوَ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ وَلِيَذَّكَّرَ أُولُو الْأَلْبَابِ﴾ [ابراہیم:۵۲]

یہ قرآن تمام لوگوں کے لئے اطلاع نامہ ہے کہ اس کے ذریعہ سے وہ ہوشیار کردئے جائیں اور بخوبی معلوم کرلیں کہ اللہ ایک ہی معبود ہے اور تاکہ عقلمند

لوگ سوچ سمجھ لیں.

اللہ تعالی نے اپنی کتاب عزیز میں اپنی نشانیوں اور اپنی مخلوقات کا ذکر کیا ہے جو اس کے عظیم قدرت اور اس کی الوہیت اور اس کی ربوبیت پر دلالت کرتی ہیں اور یہ کہ وہی عبادت کا مستحق ہے.

جو اللہ کی کتاب اور اس کی مخلوقات کے اوپر غور کرے گا اسے وہ معقول ومنقول نشانیاں ضرور ملیں گی جن سے پتہ چلتا ہے کہ وہ اللہ تعالی عبادت کا مستحق ہے اور رسولوں نے اس کو پہونچادیا اور اس کی دعوت دی اور نوح کی قوم میں پیدا ہونیوالا شرک آج تک باقی ہے کچھ لوگ بتوں اور پتھروں کو پوج رہے ہیں اور نیک لوگوں اور نبیوں کی شان میں غلو سے کام لے رہے ہیں اللہ کے ساتھ غیروں کو پوجتے ہیں جیسا کہ یہ بات ہر وہ شخص جانتا ہے جو نوح کے زمانہ سے لے کر آج تک کی جماعتوں میں غور کرے گا.

اللہ کی کتاب اور اس کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام - آپ کے اوپر بہتر طور پر درود وسلام نازل ہوں - اور دنیا کے مشاہدہ کو جو ہم نے ذکر کیا ہے

ان سے پتہ چلتا ہے کہ توحید کی تین قسمیں ہیں اور اہلِ علم نے اسے اللہ کی کتاب اور اس کے رسول کی سنت میں غور وخوض کے بعد جانا ہے.

[١] توحید ربوبیت: ایمان رکھنا کہ اللہ اپنے افعال، اپنے خلق اور اپنے بندو ں کی تدبیر کرنے میں اکیلا ہے، وہی اپنے بندوں کے بیچ اپنے علم و قدرت سے جس طرح چاہتا ہے تصرف کرتا ہے.

[٢] توحید اسماء وصفات: یہ کہ اللہ تعالی اسمائے حسنی اور بلند اوصاف سے متصف ہے اور وہ اپنی ذات، اپنے اسماء اور اپنے اوصاف میں کامل ہے ،اس کے مشابہ کوئی نہیں اور نہ ہی اس کا کوئی مثل ہے اور نہ ہی اس کا کوئی ساجھی ہے.

[٣] توحید عبادت: اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالی مستحق ہے کہ ہر ایک کو چھوڑ کر تنہا اسی کی عبادت کی جائے اور اس کا کوئی شریک نہیں.

اور اگر چاہیں تو اللہ کی توحید کے بارے میں یوں کہہ لیں کہ ایمان رکھنا کہ وہ تمام کا رب ہے اور تمام کا رازق ہے اور اس کے افعال میں اس کا کوئی

شریک نہیں اوراس کے پیدا کرنے اوراپنے بندوں کوروزی دینے میں اس کا کوئی شریک نہیں امور کے انتظام میں اس کا کوئی شریک نہیں اور وہ ہر چیز کا مالک ہے جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا ﴿لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا فِيهِنَّ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيءٍ قَدِيرٌ﴾ [المائدۃ:۱۲۰]
اللہ ہی کی ہے سلطنت آسمانوں کی اورزمین کی اوران چیزوں کی جوان میں موجود ہیں اوروہ ہر شے پر پوری قدرت رکھتا ہے وہ ہر چیز کا مالک اور ہر چیز میں تصرف کرنے والا ہے اس کے لئے پوری ملک اوراس کے لئے پوری خلقت ہے جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا ﴿أَلَالَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ تَبَارَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعَالَمِيْنَ﴾ [الاعراف:۵۴]
یادرکھواللہ ہی کے لئے خاص ہے خالق ہونا اور حاکم ہونا بڑی خوبیوں سے بھرا ہوا ہے اللہ جوتمام عالم کا پروردگار ہے.

وہ صفاتِ کمال سے متصف ہے اوراس کے لئے اسمائے حسنی ہیں پس اس کی مخلوق میں سے کوئی بھی اس کے مشابہ نہیں بلکہ وہ اپنی ذات اوراپنے اسماء

وصفات میں کامل ہے اور وہ عبادت کئے جانے اور عبادت کے خاص کئے جانے کا مستحق ہے جیسے دعا خوف امید توکل اور رغبت ورہبت اور نماز روزہ ذبیحہ اور نذر وغیرہ.

یہ سب توحید میں داخل ہے اللہ کی توحید اور نبیوں اور رسولوں کی توحید اور وہ توحید جسے لے کر ان میں سب سے آخری اور ان کے امام وسردار محمد صلی اللہ علیہ وسلم لے کر آئے.

اور ممکن ہے کہ دوسرے الفاظ میں ہم یہ کہیں کہ: اللہ کی توحید وہ ہے جس کو تمام رسول لے کر آئے اس کی دو قسمیں ہیں؛

[۱] توحید معرف واثبات: جس کا مطلب ہے کہ اللہ کے اسماء وصفات اور اس کی ذات کے اوپر ایمان رکھا جائے اور ایمان رکھا جائے کہ وہ اپنے بندوں کو پیدا کرتا ہے، ان کو روزی دیتا ہے اور ان کے معاملات کی تدبیر کرتا ہے.

یہی توحید معرفت واثبات ہے کہ تم ایمان رکھو اور تصدیق کرو کہ اللہ تعالی اپنی

ربوبیت میں اکیلا، اپنے اسماء وصفات میں منفرد اور بندوں کے امور کی تنظیم میں یکتا ہے، وہی خالق ہے، وہی رازق ہے، نقص وعیوب سے پاک ہے اور صفاتِ کمال سے متصف ہے، اس کا ان کے اندر کوئی شریک نہیں، اس کے مشابہ کوئی نہیں اور اس کا کوئی ساجھی نہیں.

[۲] توحید قصد وطلب: اور وہ اللہ تعالی کو اپنی چاہت وضرورت، اپنے نماز وروزہ اور اپنی ساری عبادتوں میں اکیلا جاننا ہے، ان سب سے آپ کا مقصد اللہ کی رضا جوئی ہو اسی طرح آپ کے صدقات اور آپ کے سارے اعمال جن سے آپ تقرب چاہتے ہیں ان کا مقصد صرف اس کی خوشنودی ہو پس تم اسی کو پکارو اور نذر اسی کے لئے مانو اور ہر طرح کا تقرب اللہ سے چاہو اور مریض کی شفایابی اور دشمنوں کے اوپر غلبہ اسی سے چاہو ان سب میں تم اس کو اکیلا جانو.

توحید کی قسموں کو آپ دو قسموں سے اور تین قسموں سے تعبیر کر سکتے ہیں اور آپ ان کو ایک ہی نوع سے تعبیر کر سکتے ہیں جیسا کہ ابھی اس کا بیان ہوا

اور اصطلاح اور تعبیر سے کوئی فرق واقع نہیں ہوتا، مقصد تو یہ ہے کہ ہم جانیں کہ جس توحید کو اللہ نے دے کر بھیجا اور جس کے تعلق سے کتابیں نازل کیں اور جس کی وجہ سے رسولوں اور ان کی قوموں کے بیچ اختلاف ہوا وہ توحید عبادت ہے.

جہاں تک اس کے تمام کا رب ہونے اور مخلوق کا خالق و رازق ہونے کی بات ہے اور یہ بات ہے کہ وہ اپنی ذات، اپنے اسماء وصفات اور اپنے افعال میں کامل ہے، اس کے مشابہ کوئی نہیں، اس کا ساجھی کوئی نہیں، اس کے مثل کوئی نہیں تو اس بارے میں رسولوں اور ان کی قوموں کے بیچ اختلاف نہیں ہوا، بلکہ قریشی اور غیر قریشی تمام مشرکین اس کا اعتراف کرتے تھے اور فرعون نے جو اس کا انکار کیا اور اپنی ربوبیت کا دعویٰ کیا وہ بطور تکبر تھا جیسا کہ موسیٰ نے اس سے کہا ﴿لَقَدْ عَلِمْتَ مَا أَنْزَلَ هٰؤُلَاءِ إِلَّا رَبُّ السَّمٰوَاتِ وَالأَرْضِ بَصَائِرَ﴾ [النمل:١٤]

یہ تو تجھے علم ہو چکا ہے کہ آسمان وزمین کے پروردگار ہی نے یہ معجزے

دکھانے سمجھانے کو نازل فرمائے ہیں[الاسراء:۱۰۲]

اللہ تعالی نے اسی تعلق سے اوراس جیسے امور کے متعلق فرمایا؛ ﴿جَحَدُوْا بِهَا وَاسْتَيْقَنَتْهَا أَنْفُسَهُمْ ظُلْماً وَعُلُوّاً﴾

انہوں نے انکار کر دیا حالانکہ انکے دل یقین کر چکے تھے صرف ظلم اور تکبر کی بنیاد پر[النمل:۱۴]

اللہ تعالی نے فرمایا؛

﴿قَدْ نَعْلَمْ إِنَّهُ لَيَحْزُنكَ الَّذِي يَقُوْلُوْنَ فَإِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُوْنَ وَلٰكِنْ الظَّالِمِيْنَ بِآيَاتِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنُ﴾[الانعام:۳۳]

ہم خوب جانتے ہیں کہ آپ کو ان کے اقوال مغموم کرتے ہیں سو یہ لوگ آپ کو جھوٹا نہیں کہتے لیکن یہ ظالم تو اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے ہیں.

اسی طرح ثانویہ[ایک گمراہ فرقہ] جو نور وظلمت دو معبود کے قائل ہیں ان کا عقیدہ بھی بطور تکبر ہے پھر بھی انہوں نے یہ نہیں کہا کہ یہ دونوں برابر ہیں پس دنیا میں کوئی ایسا نہیں جو یہ کہے کہ تصرف اور تدبیر کرنے میں دو معبود

برابر ہیں اور رب العالمین کا کلی طور پر انکار کرنے والے ملحدین اور آخرت کا ان کا انکار کرنا اللہ کے دشمنوں سے کوئی تعجب کی بات نہیں کیونکہ ان کے اوپر شیطان کے مسلط ہو جانے کی وجہ سے ان کی عقلیں برباد ہو گئیں یہاں تک کہ ان کو اس فطرت سے دور کھینچ کر لے گیا جن پر اللہ تعالیٰ نے ان کی تخلیق فرمائی تھی، یہ ملحدین ہیں وہ اپنی زبانوں سے انکار کرتے ہیں مگر ان کے دل اس کا اعتراف کرتے ہیں جیسا کہ اس کا اعتراف جمادات نے اور ہر چیز نے کیا، جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا؛

﴿تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْأَرْضُ وَمَنْ فِيهِنَّ وَإِنْ مِّنْ شَيْءٍ إِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهِ وَلٰكِنْ لَا تَفْقَهُونَ تَسْبِيحَهُمْ إِنَّهُ كَانَ حَلِيمًا غَفُورًا﴾ [الاسراء:۴۴]

ساتوں آسمان اور زمین اور جو بھی ان میں ہے اس کی تسبیح کر رہے ہیں ایسی کوئی چیز نہیں جو اسے پاکیزگی اور تعریف کے ساتھ یاد نہ کرتی ہو ہاں یہ صحیح ہے کہ تم اس کی تسبیح سمجھ نہیں سکتے وہ بڑا بردبار اور بخشنے والا ہے۔

اوراللہ تعالیٰ نے فرمایا؛

﴿أَلَمْ تَرَأَنَّ اللّٰهَ يَسْجُدُ لَهُ مَنْ فِي السَّمٰوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُوْمُ وَالْجِبَالُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَابُّ وَكَثِيْرٌ مِنَ النَّاسِ وَكَثِيْرٌ حَقَّ عَلَيْهِ الْعَذَابُ﴾[الحج:۱۸]

کیا تو نہیں دیکھ رہا کہ اللہ کے سامنے سجدے میں ہیں سب آسمان والے اور سب زمین والے اور سورج اور چاند اور ستارے اور پہاڑ اور درخت اور جانور اور بہت سے انسان بھی ہاں بہت سے وہ بھی ہیں جن پر عذاب کا مقولہ ثابت ہو چکا ہے.

مقصد یہ ہے کہ جو کافر مجرم رب العالمین کا انکار کرے وہ درحقیقت اپنی فطرت اور اپنی عقل سے تکبر کر رہا ہے، لہٰذا فطرت اور عقل رب کے کائنات میں تصرف کرنے اور بندوں کے لئے انتظام کرنے کے گواہ ہیں اور اس بات کے گواہ ہیں کہ اس کے مشابہ کوئی نہیں، اس کا کوئی شریک نہیں اور اس کا کوئی ساجھی نہیں، اللہ تعالیٰ ان ظالموں کی تہمتوں سے بری ہے اور اسی لئے

ہم کہہ چکے ہیں کہ مشرکین توحیدِ ربوبیت کا اورتوحیدِ اسماء وصفات کا اعتراف کرتے تھے اور انہوں نے اس کا انکارنہیں کیا کیونکہ وہ جانتے تھے کہ اللہ بندوں کا خالق اور ان کا رازق ہے،ان کے امور کی تدبیر کرنے والا ہے، بارش نازل کرنے والا ہے، جلانے والا ہے اور مارنے والا ہے، بندوں کو روزی دینے والا ہے اوراس کے علاوہ دیگر سبھی امور کا انتظام کرنے والا وہی ہے جیسا کہ اس کا بیان ہو چکا ہے.

اللہ کے بندے! آپ کے اوپر واجب ہے کہ جب آپ گزشتہ بات جان گئے تو اس اصل اصیل کے بیان کرنے میں قربانی دو اور اسے لوگوں کے بیچ اور اسے مخلوق کے سامنے واضح کرو تا کہ اسے نہ جاننے والا جان لے اور جو اس کے ساتھ شرک کرتا ہے اور اس کے حکم کی خلاف ورزی کرتا ہے وہ تنہا اللہ کی عبادت میں لگ جائے، تا کہ اس کے ذریعہ آپ رسولوں کی اتباع کریں، دعوت الی اللہ کے طریقوں پر چلیں اور اس امانت کو ادا کریں اللہ تعالیٰ نے جس کا آپ کو مکلّف بنایا ہے.

قیامت کے روز تمہیں اس شخص کی مانند اجر کیسے ملے گا؟ جس کو اللہ تعالیٰ نے تمہارے ہاتھ سے ہدایت دی ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا؛

﴿ وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلاً مِّمَّنْ دَعَا إِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحاً وَقَالَ إِنَّنِي مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ﴾ [فصلت:۳۳]

اور اس سے زیادہ اچھی بات والا کون ہے جو اللہ کی طرف بلائے اور نیک کام کرے اور کہے کہ میں یقیناً مسلمانوں میں سے ہوں اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا؛

﴿قُلْ هٰذِهِ سَبِيْلِىْ أَدْعُوْا إِلَى اللّٰهِ عَلَى بَصِيْرَةٍ أَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِي وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ﴾ [یوسف:۱۰۸]

آپ کہہ دیجئے میری راہ یہی ہے اور میرے متبعین اللہ کی طرف بلا رہے ہیں پورے یقین اور اعتماد کے ساتھ اور اللہ پاک ہے اور میں مشرکوں میں سے نہیں، اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا؛

﴿أُدْعُ إِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ﴾ [النحل:۱۲۵]

اپنے رب کی راہ کی طرف لوگوں کو حکمت اور بہترین نصیحت کے ساتھ بلایئے اوران سے بہترین طریقے سے گفتگو کیجئے.

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صحیح حدیث کے اندر فرمایا کہ جس نے کسی خیر کی رہنمائی کی تو اس کو اس کے کرنے والے کے مانند اجر ملے گا اسے امام مسلم نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے اور آپ نے علی سے فرمایا جب ان کو یمن کی جانب روانہ فرمایا کہ پس اللہ کی قسم! اگر اللہ تمہارے واسطے ایک شخص کو ہدایت دے دے تو یہ تمہارے لئے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے [بخاری ومسلم]

میں اللہ تعالی سے سوال کرتا ہوں کہ وہ ہم سب کو دین سمجھنے، اسے چاہنے اور اس پر استقامت کی توفیق دے، ہم سب کو اس کی ناراضگی کے اسباب اور فتنوں کی گمراہیوں سے بچائے جس طرح میں سوال کرتا ہوں کہ اللہ اپنے دین کو غالب کرے، اپنے کلمہ کو بلند کرے، مسلمانوں کے احوال درست فرمائے اوران کا ذمہ دار اُن میں موجود اچھے لوگوں کو بنائے، بے شک وہ سخی

وفیاض ہے اور تمام تعریفیں اللہ رب العالمین کے لئے ہیں اور درود وسلام نازل ہوں اس کے بندہ اور اس کے رسول ہمارے نبی محمد اور آپ کی اولاد اور آپ کے صحابہ اور روز جزا تک آنے والے سارے متبعین پر.

شرک باللہ [اللہ کے ساتھ کسی اور کو شریک ٹھہرانے] کے مفہوم کی وضاحت

سوال: شرک کیا ہے؟ اور اللہ تعالی کے فرمان ﴿یٰأَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا اتَّقُوْا اللّٰهَ وَابْتَغُوْا إِلَیْهِ الْوَسِیْلَةَ﴾ [المائدۃ:۳۵] مسلمانو! اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور اس کا قرب تلاش کرو میں وسیلہ سے کیا مراد ہے؟

جواب: شرک کہا جاتا ہے کہ عبادت میں اللہ کے ساتھ غیر کو شریک کرنا جیسے کوئی شخص بتوں وغیرہ کو پکارے، ان سے استغاثہ کرے، یا ان کے لئے نذر مانے، یا ان کے لئے نماز پڑھے، یا ان کے لئے روزہ رکھے، یا ان کے لئے ذبح کرے مثلاً بدوی کے نام پر ذبح کرے،، یا فلاں کے نام پر ذبح کرے ، یا رسول سے، یا عبدالقادر سے، یا ان کے علاوہ دیگر مردوں اور غائب لوگو ل سے مدد طلب کرے، اِن سب کو شرک کہا جاتا ہے اور اسی طرح اگر وہ ستاروں کو پکارے، یا جن کو پکارے، یا ان سے استغاثہ کرے، یا ان سے مدد

طلب کرے، یا اس جیسے امور کرے پس جمادات کے لئے یا مردوں کے لئے یا غائبین کے لئے ان میں سے کوئی کام کرے یہ سب کچھ شرک باللہ کی قبیل سے ہے، اللہ تعالی نے فرمایا:

﴿وَلَوْ أَشْرَكُوا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَّا كَانُوا يَعْمَلُوْنَ﴾[الانعام:٨٨]

اور اگر فرضاً یہ حضرات بھی شرک کرتے تو جو کچھ یہ اعمال کرتے تھے وہ سب اکارت ہو جاتے.

اور اللہ تعالی نے فرمایا ﴿وَلَقَدْ أُوحِيَ إِلَيْكَ وَإِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ لَئِنْ أَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ﴾[الزمر:٦٥]

یقیناً تیری طرف بھی اور تجھ سے پہلے [کے تمام نبیوں] کی طرف بھی وحی کی گئی ہے کہ اگر تو نے شرک کیا تو بلاشبہ تیرا عمل ضائع ہو جائے گا اور بالیقیں تو زیا کاروں میں سے ہو جائے گا.

اور شرک وکفر کہا جاتا ہے جب کوئی شخص اللہ کی کامل عبادت نہ کرے بلکہ کچھ

حصہ غیر اللہ کے لئے کرے، لہٰذا جس نے کلی طور پر اللہ سے اعراض کیا یا ان میں سے کوئی عبادت غیر اللہ جیسے پتھروں درختوں یا بتوں یا جن کے نام پر انجام دی یا کچھ ایسے مردوں کو پکارے جن کو اولیاء کا نام دیا جاتا ہے ان کی عبادت کرے، یا ان کے لئے نماز پڑھے، یا ان کے لئے روزہ رکھے اور اللہ کو کلی طور پر فراموش کردے تو یہ کفرِ اعظم اور بڑا شرک مانا جائے گا ہم اللہ تعالی سے عافیت چاہتے ہیں اور اسی طرح جو اللہ کے وجود کا انکار کرے اور کہے کہ کوئی بھی معبود نہیں اور حیات مادہ کا نام ہے جیسے کمیونسٹ اور اللہ کے وجود کا انکار کرنے والے ملحدین یہ لوگوں میں انتہائی درجہ کا انکار کرنے والے ،ان میں سب سے زیادہ گمراہ اور ان میں سب سے بڑا شرک کرنے والے اور حد درجہ گمراہ ہیں ہم اللہ کی پناہ مانگتے ہیں.

مقصد ہے کہ اس قسم کے عقائد شرکیہ ہیں، کچھ لوگ اپنی نادانی کی وجہ سے اس کا مفہوم غلط سمجھتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ مردوں کو پکارنا اور ان سے استغاثہ کرنا تو وسیلہ ہے اور اسے جائز سمجھتے ہیں جب کہ یہ ایک بڑی غلطی ہے کیونکہ

ایسا کرنا اللہ کے ساتھ شرک ہے اگر چہ کچھ جاہلوں یا مشرکین نے اسے وسیلہ کا نام دیا ہوا ہے اور یہ تو ان مشرکین کا طور طریقہ ہے جن کی اللہ تعالی نے مذمت کی ہے اور ان کو عیب دار گردانا ہے اور اس عقیدہ کی تردید کے لئے اور اس سے بچنے کے لئے رسولوں کو بھیجا اور کتابیں نازل کیں اور جہاں تک اللہ تعالی کے فرمان ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا اتَّقُوْا اللّٰهَ وَابْتَغُوْا إِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ ﴾[المائدة:۳۵]

مسلمانو! اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور اس کا قرب تلاش کرو میں مذکور وسیلہ کی بات ہے تو اس سے مراد اللہ تعالی کا اس کی اطاعت کر کے تقرب چاہنا ہے یہی مفہوم تمام اہلِ علم نے مراد لیا ہے، نماز تقرب الی اللہ کا وسیلہ ہے اور ذبح کرنا وسیلہ ہے مثلاً قربانی وسیلہ ہے، ہدی وسیلہ ہے، روزہ وسیلہ ہے، صدقہ وسیلہ ہے، ذکر الٰہی وسیلہ ہے اور تلاوت قرآن وسیلہ ہے اور اللہ تعالی کے فرمان ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا وَابْتَغُوْا إِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ ﴾ میں وسیلہ کا مفہوم یہی ہے یعنی اس کی اطاعت کر کے اس کا تقرب حاصل کرو، ابن کثیر،

ابن جریر اوران کے علاوہ دیگر مفسرین نے یہی بات کہی ہے مطلب یہ ہے
کہ اس کی اطاعت کر کے اس کا تقرب حاصل کرو اور جہاں کہیں رہو تم اللہ
کی مشروع کردہ عبادتوں مثلا نماز و روزہ اور صدقہ وغیرہ کے ذریعہ اسے
طلب کرو اور اسی طرح اللہ تعالی کا ایک دوسری آیت میں فرمان ہے
﴿أُولَـٰئِكَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ يَبْتَغُوْنَ إِلَىٰ رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ
وَيَرْجُوْنَ رَحْمَتَهُ وَيَخَافُوْنَ عَذَابَهُ﴾[الاسراء:۵۷]
جنہیں یہ لوگ پکارتے ہیں خود وہ اپنے رب کے تقرب کی جستجو میں رہتے
ہیں کہ ان میں سے کون زیادہ نزدیک ہو جائے وہ خود اس کی رحمت کی امید
رکھتے اور اس کے عذاب سے خوفزدہ رہتے ہیں.
اسی طرح رسول اور ان کے متبعین ہر ان وسائل [جہاد، روزہ، نماز، ذکر،
تلاوت قرآن اور اس کے علاوہ دیگر وسائل سے] اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل
کرتے ہیں جن کو اللہ نے مشروع کیا ہے اور جہاں تک کچھ لوگوں کا یہ سمجھنا
ہے کہ وسیلہ کا تعلق مردوں اور اولیاء سے استغاثہ کرنے سے ہے تو یہ خیال

باطل ہے اور یہ ان مشرکین کا اعتقاد ہے جن کے بارے میں اللہ نے فرمایا ﴿وَيَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَيَقُولُونَ هٰؤُلَاءِ شُفَعَاؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ﴾[یونس:١٨]

اور یہ لوگ اللہ کے سوا ایسی چیزوں کی عبادت کرتے ہیں جو نہ ان کو ضرر پہونچا سکیں اور ان کو نفع پہونچا سکیں اور کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے پاس ہمارے سفارشی ہیں

تو اللہ تعالی نے اپنے اس قول سے ان کی تردید فرمائی ﴿قُلْ أَتُنَبِّئُونَ اللّٰهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي السَّمٰوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰى عَمَّا يُشْرِكُونَ﴾[یونس:١٨]

آپ کہہ دیجئے کہ کیا تم اللہ کو ایسی چیز کی خبر دیتے ہو جو اللہ تعالیٰ کو معلوم نہیں نہ آسمانوں میں اور نہ زمین میں وہ پاک اور برتر ہے ان لوگوں کے شرک سے

فہرست کتاب

نمبر شمار	عناوین	صفحات نمبر
١	مقدمہ	٢
٢	توحید اور شرک کی حقیقت	٥
٣	رسولوں کی توحید اور کفر وشرک کا بیان	٥٧
٤	شرک باللہ کے مفہوم کی وضاحت	١٣٧